

کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے جواز پر زبردست تحقیق

اقامة القیامہ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان
قادی بریلوی قدس سرہ

مکتبہ رضویہ لاہور

مدینۃ العلم دارالعلوم مجددیہ
نور آباد - فتح گڑھ - سیالکوٹ

کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھئے گا لہذا فادہ ثبوت

۹۹ھ ۱۲
اِذَا مَنَّ الْفَيَاسُ عَلَى الْغُلَامِ
مَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ يَكْفُرْ

اَلْجَنَّةُ اِلَيْهِمْ اَنْزَلْنَاهُمْ فِيهَا
۲۰ ۱۳

اذا علی حضرت امام اہل سنت و لا مشاء احمد خان ربوئی
قدس سر العزیز
شامش

مکتبہ عربیہ عثمانیہ جامع مسجد ابن سید
۲۷/۱۰

حُبِ پیغمبر کی دنیا سے جمیل

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں کیلوی قدس سرہ کی شخصیت اس قدر دلآویز ہے کہ جس پہلو سے انہیں دیکھا جائے اسی اعتبار سے ہدیہ دل پیش کرنے کو جی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم و بیش پچاس علوم میں وہ جمیل بصیرت عطا فرمائی تھی کہ آپ کے معاصرین کو ان علوم میں سے بعض میں بھی اس بصیرت کا عشر عشر حاصل نہ تھا آپ کی ایک ہزار کے لگ بھگ بلند پایہ تصنیفات خصوصاً فتاویٰ رضویہ کی بارہ ضخیم جلدوں کو دیکھ کر آپ کی جلالت علمی وقت نظری بہتہ آفرینی، قوت استدلال، قرآن و حدیث اور کتب سلف پر گہری نظر کا اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے آپ کے فضل و محال علمی کا سکھ عرب و عجم کے علماء نے تسلیم کیا آپ نے تمام عمر دین متین کی خدمت میں صرف کر دی تیرہویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کی ابتداء میں آپ کے علم و فضل کا آفتاب نصف النہار کو پہنچ کر پوری تابانی سے چمک رہا تھا پھر اسکی روشنی بڑھتی ہی رہی آپ کی پوری زندگی اتباعِ حبِ مصطفیٰ سے عبارت تھی انہی وجوہ کی بنا پر علمائے حق نے آپ کو موجودہ صدی کا مجدد و برحق تسلیم کیا صرف تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں فتویٰ نویسی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا اور آخر عمر تک اسے سر انجام دیا یا تنگ کوئی دبیہا کی آپ کا شیدہ تھا۔ دوسری دفعہ حج بیت اللہ کو گئے تو وہاں حکومت کی جانب سے متین خطیب اسے سرانجام دیا یا تنگ کوئی دبیہا کی آپ کا شیدہ تھا۔ دوسری دفعہ حج بیت اللہ کو گئے تو وہاں حکومت کی جانب سے متین خطیب خطبہ میں پڑھا وارض من اعمام نبیک الاطائب حضرتہ والباس والی طالبے اے اللہ تو اپنے نبی کے پاکیزہ چچوں حمزہ عباس اور ابی طالب سے راضی ہو یعنی ابو طالب کا بھیج کر تھا۔ یہ ایک بدعت واضح طور پر جانبِ حکومت سے تھی لیکن قدس سرہ نے سنتے ہی بلند آواز سے کہا اللہم نہ امنکر اے اللہ یہ ناپسند بات ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کوئی بے کلام دیکھو تو ہاتھ سے منع کرو نہ ہو سکے تو زبان سے روکو یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا جانو اعلیٰ حضرت نے دوسرے حکم پر بخوبی عمل کیا جبکہ وہاں کے علماء میں سے کسی نے بھی اس کا نوٹس نہ لیا (ملفوظ شریف حصہ دوم) حبِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو گویا آپ کے رگ و پے میں رچی ہوئی تھی وعظ و نصیحت کی آخری مجلس کی گفتگو کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں:-

جسے اللہ و رسول کے شانے میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہے پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جسکو بارگاہِ ولایت

میت ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیونہ ہو اپنے

اندر سے اسے دودھ سے مٹھی کی طرح نکال کر پھینکے دو (وصایا شریف)

اسی جہت صادق کا اثر تھا کہ آپ نے ساری زندگی میں بھی گستاخ بارگاہ رسالت کی رعایت نہ کی بلکہ اپنے

قلم کی تلوار کو اپنے خلاف پوری قوت سے استعمال کیا تاکہ وہ لوگ مجھے طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر اپنا دل خوش کر لیں

اتنی دیر تو میرے آقا و ملا کی شان میں گستاخی نہ کرے گے" ہر ذی عقل جانتا ہے کہ ذاتی معاملات میں رواداری بقیاد

ابھی چیز ہے لیکن محبوب کے بارے میں تو یہی دہلے ادبی کو دیکھ سن کر خاموش رہنا قانون محبت کی رو سے ایسا جرم

ہے جسے کبھی معاف نہیں کیا جاسکتا وہ محبوب بھی کیسا؟ جو نازش کائنات ہو۔ انبیاء کا انام ہوا اور جس کے

نام عرش سے محبت کے سلام و پیام آتے ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ اعلیٰ حضرت کے نزدیک محبوب

خدا سرور ہر دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے کسی جاہ و چشم کے مالک تاجدار کرمین

نکاح اٹھا کر دیکھنا بھی جائز نہ تھا چنانچہ ایک دفعہ ریاست نانیارہ (ضلع بہرائچ شریف یو پی) کے

نواب کی مدح میں شعرا نے قصیدے لکھے کچھ لوگوں نے آپ کے بھی قصیدہ مدحیہ لکھنے کی گزارش کی آپ نے

نواب صاحب کی شان میں قصیدہ لکھنے کی بجائے اس ذات ستودہ صفات کی تعریف میں نعت شریف لکھی

کہ خود خدا نے بھی جسکی تعریف فرمائی ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ہے

کروں مدح اہل دُول رفقا پڑے اس بلا میں میری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا مسیحا دین پارہ ناں نہیں

اعلیٰ حضرت کی ولادت باسعادت دس شوال ۱۲۶۲ھ بروز شنبہ ربیع الثانی شریف محلہ

جسولی میں ہوئی آپ عمر بھر حب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرابِ طہور بلا کر ۲۵ صفر

۱۲۶۲ھ جمعہ مبارک کے دن ادھر مؤذن نے حق علی الفلاح کہا ادھر آپ کے

چہرہ انور پر نور کا ایک شعلہ لپکا اور آپ فوز و فلاح کے عطا کرنے والے رب کریم

کے دربار میں حاضر ہو گئے۔

بِإِنَّا لَنَدُوْنَا إِلَيْهِ رَا جُوْنٌ

۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ محمد عبدالحکیم شرف قادری

مسند از ریاست مصطفیٰ آباد عرف رانپور ضمن سوالات کثیرہ ۱۲۹۹ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجلس میلاد میں قیام وقت ذکر و اذات حضور خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کیسے ہے بعض لوگ اس قیام سے انکار بحت رکھتے ہیں اور اسے بدیہ و جبر کہ قرونِ ثلاثہ میں نہ تھا بدعت سیئہ و حرام سمجھتے اور کہتے ہیں ہمیں صحابہ تابعین کی سند چاہیے ورنہ ہم نہیں مانتے ان کے ان اقوال کا حال کیا ہے۔ بکینوا توجروا۔

الجواب

الحمد لله الذي باذنه تقوم السماء والصلوة والسلام على من قامت به اركان الشريعة الغراء سيدنا ومولانا محمد الذي قامت في مولده ملكة العلياء على اله وصحبه القائمين باداب تعظيمه في الصبح والمساء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله قيم الانبياء صلوات الله وسلامه عليه وعليهم ما قامت بتسبيح القيام اشجار العنبراء ومجديت للحي القيوم نجوم الخضراء امين قال القائل بعض الضراعة الى صاحب المقام المحمود الشفاعة عبد المصطفى احمد رضا المحمدي السني الحق القادر في البركات البريولي غفر الله له واقامه مقام السلف الكرام البررة الكملة امين

مع فتح الحرم مكة عليه السلام وكرام تابعين عظام رضوان الله تعالى عليهم اجمعين في زمانه ۱۲۹۹ شرف لا يورى

اللهم هداية الحق والقنوا

ایم منیر قاضی
۱۲۹۹ھ ۱۲ شرف لا یورى
نزد نگار سینما بیرون بجائی گیت لا ہند

الجواب

یہاں دو مقام واجب الاعلام ہیں **اولاً** اس قیام کا اپنے طور پر کتب و فتاویٰ علماء سنت اسرار ہم سے حکم بیان کرنا جس سے بعونہ تعالیٰ موافقین کے لئے ایضاح حق و ازاحت باطل ہو اور منصب فتوے اپنے حق کو اصل ہو **ثانیاً** اس منخالطہ کا جواب دینا جو بالفاظ متعارفہ تمام اکابر و اصناف النیین میں رائج کہ یہ فعل قرون ثلثہ میں نہ تھا تو بدعت ضلالت ہوا۔ اس میں کچھ خوبی ہوتی تو وہی کرتے اس فعل اور اس کے امثال امور نزاعیہ میں حضرات منکرین کی غایت سخی اسے قدر ہے جس کی بنا پر اہل سنت و سواد اعظم ملت و ہزاران ائمہ شریعت و طریقت کو معاذ اللہ بدعتی ٹمراہ ٹھہراتے ہیں اور مطلقاً خوف خدا و ترس روز جزا دل میں نہیں لاتے مقام افتا اگرچہ استیجاب مناظرہ کی جانیں مگر ایسی جگہ ترک کلی بھی چنداں زیبا نہیں لہذا فقیر مقام دوم میں چند اجمالی کلمے حاضر کرے گا جن کے مبانی دیکھے تو حرفے چند اور معانی سمجھے تو بس جامع و ملید و بالذات التوفیق فی کل حین و علیہ التوکل و بہ نستعین و الحمد للہ رب العالمین

مقام اول اللہ عز و جل نے شریعت غرا بیضا زہرا عامہ تمامہ کاملہ شاملہ اتاری اور بحمدہ تعالیٰ ہمارے لئے ہمارا دین کامل فرمادیا اور اس کے کرم نے اپنے حبیب اکرم حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں اپنی نعمت ہم پر مقام فرمادی قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً۔ ترجمہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند فرمایا و الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی من بہ النعم علینا فی الدنا والدین و بہ ینعم انشاء تعالیٰ فی الآخرۃ الابد الابدین الحمد للہ ہماری شریعت مطہرہ کا کوئی حکم قرآن عظیم سے باہر نہیں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حسبنا کتاب اللہ ہمیں قرآن عظیم بس ہے

مگر قرآن عظیم کا پورا سمجھنا اور ہر جزئیہ کا صریح حکم اس سے نکال لینا عام کو نامقدور ہے اس لئے
 قرآن کریم نے دو مبارک قانون ہمیں عطا فرمائے اولے ما انتکو الرسول فخذوه وما
 نهکم عنہ فانتھوا ترجمہ۔ جو کچھ تمہیں رسول دیں وہ لو اور جس سے وہ منع فرمائیں
 باز رہو۔ اقول۔ لوصیغہ امر کا ہے اور امر و جواب کے لئے ہے تو پہلی قسم واجبات شرعیہ
 ہوئی اور باز رہی ہے اور نہی منع فرمانا ہے۔ یہ دوسری قسم ممنوعات شرعیہ ہوئی۔ حاصل ہے
 کہ اگرچہ قرآن مجید میں سب کچھ ہے وینزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء
 ترجمہ۔۔۔ لئے محبوب ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری جس میں ہر شے ہر چیز ہر موجود کا روشن بیان
 ہے مگر امت اسے بے نبی کے سمجھائے نہیں سمجھ سکتی ولہذا فرمایا وانزلنا الیک الذکر
 لتبین للناس ما نزل الیہم (ترجمہ) اسے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ تم لوگوں کے
 لئے بیان فرما دو جو کچھ ان کی طرف اترا ہے یعنی اسے محبوب تم پر تو قرآن حمید نے ہر چیز روشن
 فرمادی اس میں سے جس قدر امت کے بتانے کو ہے وہ تم ان پر روشن فرما دو ولہذا کریم
 اولیٰ میں نزلنا علیک فرمایا جو خاص حضور کی نسبت ہے اور کریم ثانیہ میں نزل الیہم
 فرمایا جو نسبت بہ امت ہے دوم فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون (ترجمہ)

۱۔ اس آیت کریمہ کے متصل ہی کریمہ ثانیہ ہے۔ انکنتم لا تعلمون بالبینات والزیور وانزلنا الیک الذکر الایۃ یصف
 نے یہاں معالم التنزیل کے حاشیہ پر تحریر فرمایا اقول ہذا من محاسن نظم القرآن العظیم المؤمنان یسألوا اہل الذکر
 العلماء بالقرآن العظیم واشہد العلماء ان لا یعتقدوا اذہام فی فہم القرآن بل یرجعوا الی ما بین الیہم صلی اللہ علیہ وسلم فرم
 العلماء والعلما الی الحدیث والحدیث الی القرآن وان الیہ المنتہی فکما انجبتہ عن ترک الحدیث وجوب الی القرآن لصلوا
 كذلك العامة لوترکوا المجتہدین وجوب الی الحدیث لصلوا ولہذا قال الامام سفین بن عیینہ احادیث الحدیث قرین
 الامام الاعظم الامام مالک رحمہ اللہ عنہم الحدیث مضلۃ والفقہاء نقلہ عن الامام ابن الجراح المکی فی المجلد ترجمہ
 میں کہتا ہوں یہ عبارات قرآن عظیم کی خوبیاں ہیں لوگوں کو حکم دیا کہ علماء پر پھر جو قرآن مجید علم رکھتے ہیں علماء کو ہدایت فرمائی کہ قرآن
 کے سمجھنے میں اپنے ذہن پر اعتماد نہ کریں بلکہ جو کچھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اس کی طرف رجوع لائیں تو لوگوں کو علماء کی
 طرف پھرا اور علماء کو حدیث کی طرف اور حدیث کو قرآن کی طرف اور بے شک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے تو جس طرح مجتہدین

علم والوں سے پوچھو جو تمہیں نہ معلوم ہو۔ حوادث غیر متناہی ہیں احادیث میں ہر خبریہ کسے نام نہام
تصریح احکام اگر فرمائی بھی جاتی انکا حفظ و ضبط نامقدور ہوتا پھر جو مدارج عالیہ مجتہدان امت
کیلئے ان کے اجتہاد پر رکھے گئے وہ نہ ملتے نیز اختلاف ائمہ کی رحمت و وسعت نصیب نہ
ہوتی لہذا حدیث نے بھی جزئیات محدودہ سے کلیات حادیہ مسائل نامحدودہ کی طرف
اشعار فرمایا اسکی تفصیل و تفریع و تاویل مجتہدین کرام نے فرمائی اور احاطہ تصریح نامتناہی کے
تقدر نے یہاں بھی حاجت ایضاح مشکل و تفصیل محل و تقیید مرسل باقی رکھی جو قدرنا فخرنا طبقہ
فطبقہ مشائخ کرام و علما اعلام کرتے چلے آئے ہر زمانہ کے حوادث تازہ کے احکام اس زمانہ
کے علمائے کرام حاملان فقہ خامیان اسلام نے بیان فرمائے اور یہ سب اپنی اصل ہی کی طرف
راجع ہوئے اور ہوتے رہیں گے حتیٰ یاتی امر اللہ و ہم علی ذالک درمختار میں ہے ولا یخلو
الوجود عن عین هذا حقيقة لا ظنا و علی من لومعین ان یرجم لمن یعیز براءۃ لا ذمتہ
ترجمہ۔ زمانہ ان لوگوں سے خالی نہ ہوگا جو یقینی طور پر نہ محض گمان سے اس کی تمیز رکھیں اور جسے
اس کی تمیز نہ ہو اس پر واجب ہے کہ تمیز والے کی طرف رجوع کرے کہ بری الذمہ ہو۔
روا المختار میں ہے جزم بذلک اخذ اعمارہ الا البخاری من قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تنزل
طائفة من امتی ظاہرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ۔ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تنزل
للجوب للا مبریہ فی قولہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ ترجمہ۔ شارح علما
نے اس پر جزم فرمایا اس حدیث سے لیکر جو صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ غلبہ کے ساتھ حق پر ہے گایا ہاں تک کہ حکم الہی

بقیہ ص ۱۱ اگر حدیث چھوڑ کر قرآن کی طرف رجوع کرتے بہک جاتے و نہی غیر مجتہد اگر مجتہدین کو چھوڑ کر حدیث کی طرف رجوع
لائیں ضرور گمراہ ہو جائیں اسی لئے امام بنیان بن عیینہ نے کہ امام اعظم و امام مالک کے زمانہ کے قریب حدیث کے
اماموں سے تھے فرمایا کہ حدیث بہت گمراہ کرنے والی ہے مگر فقہوں کو اسے امام ابن حلاج مکی نے مدخل میں
ان سے نقل فرمایا ۱۲ معنی غفلت۔ نہ حوادث کا پیدا ہوتے رہنا اور ان کے احکام کا ادراک اور یہ کہ
جو ہر بات پر کہے صحابہ تابعین کی سند لاؤ یا امام ابو حنیفہ کا نقل دیکھاؤ وہ مجوز ہے یا گمراہ۔

آئے اور جسے اس کی تمیز نہ ہو اس پر علم کی طرف رجوع لانے کو اس لئے واجب کہا کہ قرآن
 عظیم میں اس کا حکم فرمایا ہے کہ علماء سے پوچھو اگر تمہیں نہ معلوم ہو۔
 امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شمرانی قدس سرہ الربانی کتاب تطایب میزان الترویج
 الکبریٰ میں فرماتے ہیں

ما فصل عالم ما اجمل کلام من قبلہ من الادوار اللہ المتصل من الشارع صلے اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فالمتن فی الذل حقیقۃ لرسول اللہ ^{صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم} الذی هو صاحب الشرع لادہ هو الذی اعطی العلماء تلك
 المادة التي فصلوا بها ما اجمل کلامہ کما ان المتن بعد لكل ورع من تحتہ فلو قد ان اهل و
 تعدوا من فوقہم الى الدور الذی قبلہ لا نقطعت وصلتهم بالشارع ولعمدہ والاضاح
 مشکل ولا تفصیل مجمل وتامل یا اولاء ان رسول اللہ ^{صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم} فصل الشریعہ ما اجمل فی القرآن
 لبقی القرآن علی اجمالہ کما ان الائمة المجتہدین لو لم یفصلوا ما اجمل السنۃ لبقیت السنۃ
 علی اجمالہا وھکذا الی عصرنا ھذا فلو لا ان حقیقۃ الاجمال ساریۃ فی العالم کلہ ما نشر
 المکتب ولا ترجمت ولا وضع العلماء علی الشرح حواشی کالشرح للشرح

ترجمہ جس کی عالم نے اپنے سے پہلے زمانہ کے کسی کلام کے اجمال کی تفصیل کی ہے وہ اسی نور
 سے ہے جو صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسے ملا ہے تو حقیقۃً اس میں رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا تمام امت پر احسان ہے کہ انہیں نے علماء کو یہ استعداد عطا فرمائی
 جس سے انہوں نے مجمل کلام کی تفصیل کی یونہی ہر طبقہ ائمہ کا اپنے بعد والوں پر احسان ہے
 اگر فرض کیا جاوے کہ کوئی طبقہ اپنے اگلے پیشواؤں کو چھوڑ کر ان سے اوپر والوں کی طرف تجاوڑ کر
 جائے تو شارع علیہ الصلاۃ والسلام سے جو سلسلہ ان تک ملا ہوا ہے وہ کٹ جائیگا
 اور یہ کسی مشکل کی توضیح مجمل کی تفصیل پر قیادہ نہ ہوں گے براورم غور کر اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم اپنی شریعت سے محلات قرآن عظیم کی تفصیل نہ فرماتے قرآن کریم یونہی مجمل رہ
 جاتا۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین اگر محلات حدیث کی تفصیل نہ فرماتے حدیث یونہی مجمل رہ جاتی
 اسی طرح ہمارے زمانے تک۔ تو اگر یہ نہیں کہ حقیقت اجمال سب میں سرایت کئے ہوئے
 ہے تو نہ متون کی شرحیں لکھی جاتیں نہ ترجمے ہوتے نہ علماء شرحوں کی شرحیں لکھتے۔

اب میں دیکھئے کہ کتب ظاہر الروایۃ و نوادر ائمہ تھیں پھر کتب نوازل و واقعات تصنیف فرمائی
گیس پھر متون و شرح و خواشی و فتاویٰ و فتاویٰ تصنیف ہوتے رہے اور ہر آئندہ طبقہ نے
گذشتہ پراضاف کئے اور مقبول ہوتے رہے کہ سب اسی اجمال قرآن و سنت کی تفصیل ہے
نصاب الاحساب اور فتاویٰ عالمگیری زمانہ سلطان عالمگیر انار اللہ تعالیٰ برہانہ کی
تصنیف ہیں ان میں بہت ان جزئیات کی تصریح ملے گی جو کتب سابقہ میں نہیں کہ وہ جب تک
واقع نہ ہوئے تھے اور کتب نوازل و واقعات کا تو موضوع ہی حوادث جدیدہ کے احکام
بیان فرمانا ہے اگر کوئی شخص ان کی نسبت کہے کہ صحابہ تابعین سے اس کی تصریح دکھاؤ
یا خاص امام اعظم و صاحبین کا نص لاؤ تو وہ یا احمق مجنون ہے یا گمراہ مفتون۔ پھر عالمگیری
کے بھی بہت بعد اب قریب زمانہ کی کتابیں فتاویٰ اسعدیہ و فتاویٰ حامدیہ و طحاوی
علی الدر و طحاوی علی مرقی الفلاح و عقود الدریہ و رد المختار و رسائل شامی وغیرہ کتب معتبرہ ہیں
کہ تمام حنفی دنیا میں ان پر اعتماد ہو رہا ہے و اوائل کے سوا یہ سب تیرہویں صدی کی تصنیف ہیں
تابعین بھی ان سے سندیں لاتے ہیں ان میں صد ہا وہ بیان ملیں گے جو پہلے نہ تھے اور تابعین
کے یہاں تو فتاویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب بکۃ مائتہ مسائل اربعین تک پر اعتماد ہو رہا ہے کیا
مائتہ مسائل و اربعین کے سب جزئیات کی تصریح صحیحہ و تابعین و ائمہ تو بہت بالا ہیں عالمگیری
و رد المختار تک کہیں دکھا سکتے ہیں اب ان کے بھی بعد ریل۔ تار برقی۔ نوٹ۔ مینی آرڈر۔ فوٹو گراف
وغیرہ وغیرہ ایجاد ہوئے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ صحابہ تابعین یا امام ابوحنیفہ یا نہ سہی ہدایہ
و رد مختار یا یہ بھی نہ سہی عالمگیری و طحاوی و رد المختار یا سب جانے دو شاہ عبدالعزیز
صاحب ہی کے فتاویٰ میں دکھاؤ تو اسے مجنون سے بہتر اور کیا لفظ کہا جاسکتا ہے ہاں
اس جہٹ دھرمی کی بات جہاں ہے کہ اپنے آپ تو تیرہویں صدی کی اربعین تک معتقد جانیں اور
دوسروں سے ہر چیز پر خاص صحابہ و تابعین کی سند مانگیں۔ خطبہ میں ذکر عین شریفین حادث
ہے مگر جب سے حادث ہے علمائے اس کے مندوب ہونے کی تصریح فرمائی و رد مختار میں
یہندہ ذکر الخلفاء الراشدین و العہدین ترجمہ۔ خطبہ میں چاروں خلفائے
کرام اور دونوں عم کریم سید الانام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمانا مستحب ہے

اور حضرت شیخ مجد والفت ثانی صاحب تے تو ایک خطیب پر اپنے مکتوبات میں اس لئے کہ اس نے ایک خطبہ میں خلفائے کرام کا ذکر نہ کیا تھا سخت نیکر فرمائی اور اسے نصیحت تک لکھا اذان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام عرض کرنا جس طرح حریم طیبین میں رائج ہے در مختار میں ہے التسلیع بعد الاذان حدث فی بیع الآخر سنتہ سبع مائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنين ثوبوم الجمعة ثم بعد عشر سنین حدث فی کل الا لمغرب ثم فیها صرتین وهو یثحبہ ترجمہ۔۔ اذان کے بعد صلاۃ بھیجتا ریح الآخر عشرہ کی عشاء شب ووشنبہ میں حادث ہوا پھر اذان جمعہ کے بعد بھی صلاۃ کہی گئی پھر دس برس بعد مغرب کے سوا سب اذانوں کے بعد پھر مغرب میں بھی دوبار کہنی شروع ہوئی اور یہ نو پیدا باتوں سے ہے جو شرعاً مستحب ہیں کتب میں اس کے صد ہا نظائر ملیں گے اسی وقت کے علمائے معتدین سے ان کے جزئیہ کی تصریح مل سکتی ہے مجلس میلاد مبارک و قیام کو جاری ہوئے بھی صد ہا سال ہوئے مگر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کے کلام میں ان کے نام کی تصریح مانگنی اسی جنون پر مبنی ہوگی ان پر انہیں علمائے کرام کی تصریحات سے استناد ہو گا جن کے زمانے میں ان کا وجود تھا جیسے مجلس مبارک کیلئے امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی و امام خطیب احمد قسطلانی وغیرہم اکابر جمہم اللہ تعالیٰ جن کے نام و کلام کی تصریح بارہا کر دی گئی یونہی مسئلہ قیام میں ان علمائے کرام کی سند لی جائے گی جن کا ذکر، شریعت آتا ہے وباللہ التوفیق۔ بحمد اللہ تعالیٰ موافقین اہل حق و انصاف و دین کیلئے یہ کافی ہو گا۔ رہا مخالفین کا نہ ماننا ان کی پرواہ کیا۔ وہ اور ہی کسے مانتے ہیں کہ ان علمائے کرام کو مانیں ان کے غیر متقلدین تو علانیہ امام اعظم و جلیہ ائمہ دین پر منہ آتے اور اپنے مہمل افہام و ادہام کے آگے ان کے اجتہادات عالیہ کو باطل بتاتے اور ان کے مانتے والوں کو معاذ اللہ مشرک و گمراہ ٹھہراتے ہیں جو ان میں بظاہر نام تقلید لیتے ہیں وہ بھی غیر متقلدین کی طرح اپنے اہوائے باطلہ کے سامنے قرآن و حدیث کی توستے نہیں پھر ائمہ کی کیا گنتی ان کے منہ سے تقلید امام اور ان کے اور ان کے سب کے منہ سے قرآن و حدیث کا نام محض

تسکین عوام ہے کہ کھلا منکر نہ جان لیں ورنہ حالت وہ ہے جو ان کے مذہبی قرآن سے
 تقویۃ الایمان سے ظاہر کہ جو کہے اللہ و رسول نے دولت مندرکرو یا وہ شرک حالانکہ خود
 قرآن عظیم فرماتا ہے اغنہم اللہ ورسولہ من فضلہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے
 فضل سے دولت مندرکرو یا محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک حالانکہ خود قرآن
 حمید فرماتا ہے کہ جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم جب سیدنا مریم کے پاس آئے کیا کہا
 یہ کہ انہما انسا رسول ربک لا ھب لک غلھا زکیا ترجمہ :- میں تو تمہارے
 رب کا رسول ہوں اس لئے کہ میں تم کو گستاخا بیٹا دوں، صرف محمد بخش نام شرک ہو حالانکہ
 وہ معنی عطا میں متعین بھی نہیں بخش بہرہ حصہ کو بھی کہتے ہیں تو جبریل کہ صریح لفظوں میں
 اپنا بیٹا دینا کہہ رہے ہیں دین اٹھیلی نہیں کیسے شرک نہ ہوں گے اور قرآن کریم کہ اس شرک
 و ابیت کو ذکر فرما کر مقرر رکھتا ہے کیوں نہ اسے شرک پسند کتاب ٹھہرائیں گے اس کی مثالیں
 بہت ہیں کہ وہابیہ کے شرک سے نہ ائمہ محفوظ نہ صحابہ نہ انبیاء نہ سید الانبیاء نہ جبریل
 امین نہ خود رب العالمین جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین و علیہم وسلم یہ بحث فقیر کے
 اور رسائل میں مفصل ملے گی یہاں تو اتنا کہنا ہے کہ مخالفین کے نہ ماننے کی پرواہ کیا ہے انہوں
 نے اور کسے مانا ہے کہ علماء ہی کو مانیں گے لہذا اس مقامِ ادل میں روئے سخن موافقین الحق
 و یقین کی طرف کریں واللہ الموفق والمہین و بہستعین و صلے اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ
 و ابنہ و خزبہ اجمعین آمین۔ مولیٰ عزوجل توفیق دے تو یہاں منصف غیر متعصب کے لئے اسقدر
 کافی کہ یہ فعل مبارک عنی قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ علی آلہ افضل الصلاۃ
 والسلام صدم سال سے بلادِ دارالاسلام میں رائج و معمول اور اکابر ائمہ و علماء میں مقرر و
 مقبول شرع میں اس سے منع مفقود اور بے منع شرع منع مردود ان الحکم اکالاہما
 الحرام ما حرم اللہ وما سکت عنہ فعفو من اللہ علی الخصوص حریم طیبین مکرمہ
 مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علی منورہا وبارک وسلم کہ مبدو و مرجح دین و ایمان ہیں وہاں کے اکابر علماء
 و مفتیان مذاہب الچہ مدتہا مدت سے اس فعل کے فاعل و عامل و قائل و قابل ہیں ائمہ معتز دین
 نے اسے حرام نہ فرمایا بلکہ بلاشبہ مستحب و مستحسن ٹھہرایا۔ علامہ جمیل الشان علی بن برہان

علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرت مبارکہ انسان العیون میں تصریح فرمائی کہ یہ قیام بدعت نہیں ہے اور ارشاد فرماتے ہیں وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من عالم الامة ومقتدی الائمة دیناً وورعاً تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ وتابعہ علی ذلك مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکى بعضهم ان الامام السبکی اجتمع عنده جمیع کثیر من علماء عصرہ فانشد فیہ قول الصرصری فی مدحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۛ

علی فضة من جمل احسن من کتب

قلیل لم دج المصطفی الخط بالذهب

قیاماً صفوفاً وحتیاً علی الرکب

وان ینہض الاشراف عند سماعہ

فہند ذلك قام الامام السبکی وجہبج من فی المجلس فحصل النس کثیر بذلت المجلس وکفی ذلك فی الاقتداء ترجمہ: بے شک وقت ذکر نام پاک حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام قیام کرنا امام تقی الملتہ والدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پایا گیا جو اس امت مرحومہ کے عالم اور عظیم و تقویٰ میں اماموں کے امام ہیں اور اس قیام پر ان کے معاصرین ائمہ کرام مشائخ اسلام نے انکی متابعت کی بعض علمائین انہی امام اجل کے صاحبزادے امام شیخ الاسلام ابو نصر عبد الوہاب ابن ابی الحسن تقی الملتہ والدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں نقل فرمایا کہ امام سبکی کے حضور ایک جماعت کثیر اس زمانہ کے علما کی مجتمع ہوئی اس مجلس میں کسی نے امام صرصری کے یہ اشعار نعت حضور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مدح مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ بھی تھوڑا ہی ہے کہ جو سبک اچھا خوشنویس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھی جائے اور جو لوگ شرف دینی رکھتے ہیں وہ ان کی نعت سن کر صف باندھ کر سرود یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں ان اشعار کے سنتے ہی حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کرام حاضرین مجلس مبارک نے قیام فرمایا اور اس کی وجہ سے اس مجلس میں نہایت انس

حاصل ہوا۔ علامہ جلیل علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس قدر پیروی کیلئے کفایت کرتا ہے
 اقوال سے یہ امام سرمری صاحب قصیدہ نعتیہ وہ ہیں جنہیں علامہ محمد بن علی شامی
 مستدالین نے سبب ہدے والرشاد میں اپنے زمانہ کا حسان اور نبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کا محب صادق فرمایا اور امام اجل حضرت امام الامہ تقی الملتہ والدین سبکی قدس
 سرہ الشریف کی جلالت شان و رفعت مکان قو آفتاب نیروز سے زیادہ روشن ہے
 یہاں تک کہ بالغین کے پیشوا مولوی نذیر حسین دہلوی اپنے ایک مہری فتوے میں ان کا بالاجماع
 امام جلیل و مجتہد کبیر ہونا تسلیم کرتے ہیں اور اس زمانہ کے اعیان علماء و مشائخ اسلام
 کا ان کے ساتھ اس پر موافقت فرمانا بحمد اللہ تملک متبعین سلف صاحبین کیلئے ایک کافی
 سند ہے آخر یہ دیکھا کہ علامہ علی نے ارشاد فرمایا اسی قدر اکتفا کیلئے بس ہے۔

عالم کامل عارف باللہ سید سید مولانا سید جعفر برزنجی قدس سرہ العزیز حجاز رسالہ
 عقید الجور فی مولد النبی الاذہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرمین محترمین و دیگر بلاد دارالاسلام میں
 رائج ہے اور مستدالین مولانا رفیع الدین نے تاریخ الحرمین میں اس رسالے اور ان مصنف
 جلیل القدر کی نہایت مدح و ثنا لکھی ہے اپنے اسی رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں:-

قد استحسن القیام عند ذکر ولادۃ الشریفۃ ائمتہ ذو النورین
 و رویتہ فطوبی لمن کان تعظیماً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایتہ مراد

و مرصاۃ ترجمہ:- بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام
 کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحب روایت و درایت تھے قوشادمانی اسکے لئے
 جس کی نہایت مراد و مقصود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

فاضل اجل سیدی جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین علوی مدنی نے اس کی شرح
 الکوکب الاذہر علی عتد الجور میں اس مضمون پر تقریر فرمائی۔ فقہ محدث مولانا عثمان
 بن حسن دمیاطی اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں:-

القیام عند ذکر ولادۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر لا شک

فاستحیایۃ و استحسانہ و فدیہ يحصل لفاصلہ من الثواب الا و فی الجہل الذکر



لأنه تعظیم ائى تعظیم للبنى الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا الله به من ظلمات
 الکفر الى الايمان وخلصنا الله به من ناکس الجہل الى جنات المعاش والایقان فتعظیمہ ﷺ
 تعالیٰ علیہ وسلم فیہ مسامحة الى ضیاء رب العلمین واطہار اقوی شعائر الدین ومن
 یعظم شعائر الله فانہا من تعری القلوب ومن اعظم حرمت الله فهو خیر عندہ
 ترجمہ: قرارت مولد شریف میں ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو قیام کرنا بے شک مستحب و مستحسن
 و مندوب ہے جس کے فاعل کو ثواب کثیر و فضل کبیر حاصل ہوگا کہ وہ تعظیم ہے اور کیسی تعظیم
 ہے ان نبی کریم صاحب خلق عظیم علی الصلوة والتسلیم کی جن کی برکت سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ
 ہمیں ظلمات کفر سے نور ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں دوزخ جہل سے بچا کر
 بہشت معرفت و یقین میں داخل فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں
 خوشنودی رب العلمین کی طرف دینا ہے اور قوی ترین شایر دین کا اظہار کرنا اور جو تعظیم
 کرے شایر خدا کی تودہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی
 تودہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے) پھر بعد نقل دلائل فرمایا ہے:۔
 فاستفید من مجموع ما ذکرنا استحب القیام لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند ذکر ولادۃ
 لہ فی ذلک من التعظیم لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقال القیام عند ذکر ولادۃ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدعة لا فانقول لیس کل بدعة مذمومة کما اجاب بذالک
 الامام المحقق الولی ابو ذر عہ العراقی حین سئل عن فعل المولد المستحب او مکروہ
 وهل ورد فیہ شیء او فعل بہ من یقتدی بہ فاجاب بقوله الولیۃ و اطعام الطعام مستحب
 کل وقت فکیف اذا انضم الى ذلک السرور و الظہور نور النبوة فی هذا الشهر الشریف والاعظام
 ذلک عن السلف ولا یلزم من کونه بدعة کونه مکروہا فانکم من بدعة مستحبة
 بل واجبة اذا لم تنضم بذلک مفسدة والله الموفق ۛ

ترجمہ: یعنی ان سب دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر ولادت شریف کے وقت قیام مستحب
 ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے کوئی یہ نہ کہے کہ یہ قیام تو بدعت ہے

اس لئے کہ ہم کہتے ہیں ہر بدعت بری نہیں ہوتی جیسا کہ یہی جواب دیا امام محقق ولی ابو ذرغہ عراقی نے جب ان سے مجلس میلاد کو پوچھا گیا تھا کہ مستحب ہے یا مکروہ اور اس میں کچھ وارد ہوا ہے یا کسی پیشوائے کی ہے تو جواب میں فرمایا ولیمہ اور کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے پھر اس صورت کا کیا پوچھنا جب اس کے ساتھ اس ماہ مبارک میں ظہور لور نبوت کی خوشی مل جائے اور ہمیں یہ امر سلف سے معلوم نہیں نہ بدعت ہونے سے کراہت لازم کہ بہتری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ کوئی خرابی مفہوم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے پھر ارشاد فرماتے ہیں: - قد اجتمعت الامم المجدية من اهل السنة والجماعة على استحسان القيام المذكور وقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم لا تجتمع امتي على الضلالة۔

ترجمہ: بے شک امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہلسنت وجماعت کا اجتماع اتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی امام علامہ مد القی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حیرت عادیۃ القوم بقیام الناس اذا انتہی المداح الى ذکر مولده صلى الله تعالى عليه وسلم وهي بدعة مستحبة لما فيه من اظهار السرور والتعظيم الى نقله العجلى الدنيا طی ترجمہ: یعنی عادت قوم کی جاری ہے کہ جب مدح خوان ذکر میلاد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ بدعت مستحب ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش پر خوشی اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے، علامہ ابو زید اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں استحسن القيام عند ذکر الولادة ترجمہ: ذکر ولادت کو وقت قیام مستحسن ہے، خاتمہ المحدثین زین الحرمین اکرم مولانا سید احمد زین و حلان مکی قدس سرہ الملکی اپنی کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الروایہ میں فرماتے ہیں من تعظیہ صلی اللہ علیہ وسلم الفرج بلیلة ولادته و قضاء المولد والقيام عند ذکر ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اطعام الطعام وغیر ذلك مما يعتاد الناس فعله من انواع البر فان ذلك كله من تعظیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد افردت مسئلة المولد وما يتعلق بها بالتالیف واعتنى بذلك



کثیر من العلماء فالقوافی ذلک مصنفات مشہورۃ بالادلة والبراهین فلا حاجة لنا
الی الاطالة بذلک ترجمہ۔ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہے حضور کی شب
ولادت کی خوشی کرنا اور مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور
مجلس شریف میں حاضرین کو کھانا دینا اور ان کے سوا اور نیکی کی باتیں کہ مسلمانوں میں رائج
ہیں کہ یہ سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں اور یہ سب مجلس میلاد اور اس کے متعلق
کا ایسا ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہیں اور بکثرت علمائے دین نے اسکا اہتمام فرمایا اور
دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں اس میں تالیف فرمائیں تو یہیں اس مسئلہ میں تطویل کلام کی
حاجت نہیں۔

شیخ مشائخا خاتمة المحققین امام العلماء سید المدرسین مفتی الحنفیہ مکہ المحمدیہ سیدنا
وبرکتنا علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر کی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتاویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں:-
القیام عند ذکر مولدہ الاعطر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استحبہ جمع من السلف
فہو بدعة حسنة ترجمہ۔ ذکر مولد اعطر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کو ایک
جماعت سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعت حسنة ہے، (اور یہ سلف ائمہ اربعہ اور دیگر علماء
پھر علامہ انباری کی مورد و علماء سے نقل فرماتے ہیں قیام الامام السبکی و جمع
من بالمجلس و کفے بمثل ذلک فی الاقتداء اہ ملخصاً ترجمہ امام سبکی اور تمام حاضرین
مجلس نے قیام کیا اور اس قدر اقتدا کے لئے بس ہے، انفتاویٰ۔ مولانا جمال
قدس سرہ کے اس فتوے پر موافقت فرمائی۔ مولانا صدیق بن عبدالرحمن کمال مدرس
مسجد حرام اور حضرت علامہ الودی علم البدی مولانا شیخا و برکتنا سید سند احمد
زین دحلان شافعی اور مولانا محمد بن محمد قسبی کی اور مولانا حسین بن ابراہیم کی مالکی
مفتی مالکیہ وغیرہم اکابر علمائے فقہاء اللہ تعالیٰ لعلومہم آمین یہی مولانا حسین دوسری جگہ فرماتے
ہیں استحسنہ کثیر من العلماء وهو حسن لما یحب علیہ تعظیمہ صلی اللہ
تعالیٰ وسلم ترجمہ اے بہت علمائے مستحسن رکھا اور وہ حسن ہے کہ ہم پر نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے مولانا محمد بن محمد بن علی مفتی خلیل دہلوی فرماتے ہیں تعویذ القیام عند ذکر

ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ بحضور روحانیۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخذ ذلك
یجب التعظیم والقیام - ترجمہ - ہاں ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام
ضرور ہے کہ روح اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم و قیام لازم
ہوگا۔ قولہ رحمہ اللہ تعالیٰ یجب القیام الخ اقول اراد التاكد فی محل الادب کقول
القائل لحیبتہ حقک واجب علی و هو من المحاورات الشائعۃ بینہم کہا لا یجفی علی من تتبع
کلماتہم و اما حضور روحانیۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلی ما فصل و تقع ابی و مولای
مقدم العلماء الکرام فی کتابہ اذا قرا الاقام و اللہ تعالیٰ اعلم مولانا عبداللہ بن محمد مفتی
حنفیہ فرماتے ہیں استحسنہ کثیرون ترجمہ - اسے بہت علمائے مستحسن رکھا ہے۔ شیخ شافعی
مولانا الامام الاجل الفقیہ المحدث سراج العلماء عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ فرماتے تو اذ ثلث الاثمة
الاعلام واقرة الاثمة والحکام من غیر نیکر منکر و دراد و لہذا کان حسنا و من یتحقق تعظیم
غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یکنی اشر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماراۃ اہل
حسنا فہو عند اللہ حسن ترجمہ - یہ قیام مشہور اماموں میں برابر متواتر چلا آتا ہے اور اسے ائمہ و
حکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد و انکار نہ کیا لہذا مستحب ٹھہرا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
سوا اور کون مستحق تعظیم ہے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جس چیز
کو اہل اسلام نیک سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک ہے۔ اسی طرح مفتی عمر بن ابی بکر
شافعی نے اس کے استحباب و استحسان پر تصریح فرمائی۔ فتاویٰ علمائے حرمین عترتین جیسے مفتی
مکہ معظمہ مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی اور رئیس العلماء شیخ المدرسین مولانا جمال حنفی اور مفتی مالکیہ مولانا
حسین ابراہیم مکی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی اور مدرس مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مولانا محمد بن محمد مغرب شافعی اور مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی اور فقیہ جلیل مولانا عبدالجبار حبلی،
بصری نزہل مدینہ منورہ اور مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی کی مہر میں ہیں اور اصل قوی مزین
بخطوط و ماہر علمائے مدوحین فقیر نے بحشم خود دیکھا اور مدلول فقیر کے پاس رہا جس میں اکثر مسائل
تنازع فیہا پر بحث فرمائی ہے اور بدلائل باہرہ مذہب و اہل بیت کو سراسر مردود و باطل ٹھہرایا ہے
اس میں دربارہ قیام مذکور ہوا اہل الاسلام عند ذکر ولادتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

فی ذلك المحفل اشاعة للتعظیم واطهار الاحترام فقد صرح فی انسان العیون المشهور
 بالسیرة الحلبیة باستحسانه كذلك وقال العلامة البرزنجی فی رسالة المولد قد استحسن
 القیام عند ذكر مولده الشریف ائمة ذر وروایة وروایة قطوبی لمن كان تعظیمه ^{الله}
 تعالیٰ علیه وسلم غاية مرامه ورمایة انتهى بلفظه اما المحكم بحجة ذلك التعظیم
 ومما لفته بدلیل عدم ذكره بالخصوص فی السنة فهو فاسد عند جمهور المحققین
 قال فی عین العلم والاسرار بالمساعدینهما العربیة عنه وصار مقتادا بعد عصرهم حسن
 وان كان بدعة الخ اقول والدلیل علی هذا ما روى عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه
 مرفوعا وهو قوما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وقوله علیه الصلوة والسلام
 خالقوا الناس باخلاصهم ردا له الحاكم وقال صحیح علی شرط الشیخین وقال الامام
 حجة الاسلام فی الاحیاء الادب الخاص موافقة القوم فی القیام اذ اقام واحد منهم فی
 وجد صادق من غیر ریاة او تكلف او قام باختيار من غیر وجد فلا بد من الموافقة
 وذلك من ادب الصحبة ولكل قوم رسم ولا بد من مخالفة الناس باخلاصهم كما ورد
 فی الخبر لا سیما اذا كانت اخلاقا فیها حسن العشرة وطیب القلب وقول القائل ان ذلك
 بدعة لم یکن فی الصحابة فلیس حکما یحکم باباخته منقولاً عن الصحابة وانما المجدور
 بدعة تراغم سنة ما مورابها ولعن نقل النبی عن شیء من هذا وكذلك سائر
 انواع المساعدات اذا قصد بها تطیب القلب واصطلاح علیها جماعة فالاحسن المساعدة
 علیها الا فیما ورد تنهى لا یقبل التأویل انتهى کلام الامام حجة الاسلام باختصار المرام
 ترجمہ :- یعنی ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت اس محفل میں اہل اسلام کا
 اشاعت تعظیم واطہار احترام کے لئے قیام کرنا بتصریح انسان العیون مشہور بہ سیرت حلبیہ مستحسن ہے
 اور علامہ برزنجی رسالہ مولد میں فرماتے ہیں قیام وقت ذکر مولد شریف ائمة ذر وروایت وروایت کے
 نزدیک مستحب ہے تو خوشی ہوا جس کی غایت مراد و مرام تعظیم حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ہے انتہی ۔ اور اس تعظیم کو بدی و جبہ کہ اس خصوصیت کے ساتھ حدیث میں مذکور نہیں حرام
 و منوع کہنا جمہور محققین کے نزدیک فاسد ہے عین العلم میں فرماتے ہیں جس چیز سے شرع

میں نہیں نہ آئی اور بعد زمانہ سلف کے لوگوں میں جاری ہوئی اس میں موافقت کر کے مسلمانوں کا دل خوش کرنا بہتر ہے اگرچہ وہ چیز بدعت ہو الخ میں کہتا ہوں اور اس پر دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد اور خود ان کے قول سے مروی ہوئی کہ اہل اسلام جس چیز کو نیک جانیں وہ خدا کے نزدیک بھی نیک ہے اور وہ حدیث کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرو حاکم نے اسے روایت کیا اور کہا کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام حجۃ الاسلام غزالی، احوال العلوم میں فرماتے ہیں پانچواں ادب قوم کی موافقت کرنا ہے قیام میں جب کوئی ان میں سے پچھے و جد میں بے نمائش و تکلف یا بلا و جدا اپنے اختیار سے کھڑا ہو تو ضرور ہے کہ سب حاضرین اس کی موافقت کریں اور کھڑے ہو جائیں کہ یہ آداب صحبت سے ہے اور ہر قوم کی ایک رسم ہوتی ہے اور لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا خصوصاً جب ان عادتوں میں اچھا برتاؤ اور دلوں کی خوشنودی ہو اور کہنے والے کا یہ کہنا کہ یہ بدعت ہے صحابہ سے ثابت نہیں تو یہ کہ ہے کہ جس چیز کے جواز کا حکم دیا جائے وہ صحابہ سے منقول ہو بری وہ بدعت ہے جو کسی سنت مامور بہا کا کاٹ کرے اور ان باتوں سے نہیں کہیں نہ آئی اور ایسے ہی سب مساعدین جب ان سے دل خوش کرنا مقصود ہو اور ایک جماعت نے اس پر اتفاق کر لیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ ان کی موافقت کی جائے مگر ان باتوں میں جن سے ایسی صریح نہیں وارد ہوئی کہ لائق تاویل بھی نہیں یہاں تک امام حجۃ الاسلام غزالی کا ارشاد تھا کہ باختصار منقول ہوا انتہی آخر روضۃ النعیم میں جو قادی علمائے کرام مطبوع ہوئے ان میں قوائے حضرات علمائے مدینہ منورہ میں بعد اثبات حسن و خوبی محفل میلاد شریف مذکور و المحاصل ان ما یصنع من الولائم فی المولد الشریف وقراءۃ بحضرة المسلمین و اتفاق المبرات والقیام عند ذکر ولادۃ الرسول الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و شمساء الوعد و الماء البخی و تزیین المکان وقراءة شیء من القرآن و الصاۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اطہار الفرج و السرا و فلا شہرۃ فی انہ بدعتہ حسبتہ مستحبۃ و فضیلۃ شریفۃ مستحبۃ اذ لیس کل یکتصر ما یل قد تون واجبة کنصیب دلۃ للرد علی الفرق الضالۃ و تعلم الخ و سائر العلوم المعینۃ علی فہم الکتاب السنۃ کما ینبغی و ضدوۃ کباء اللہ و اللہ و مبارکۃ

كالنوسخ في المائل والمشارب اللذيذة والنياب كها في شرح المناوی علی جامع الصغیر
 عن تہذیب النووی فلا ینکرہا الامبتدع لا استماع لقولہ بل علی حاکم الاسلام ان
 یحذروہ واللہ تعالیٰ اعلم ترجمہ: یعنی خلاصہ مقصود یہ ہے کہ میلاد شریف میں ولیمے کرنا اور حال
 ولادت مسلمانوں کو سنانا اور خیرات و مبرات بجالانا اور ذکر ولادت اقدس رسول امین صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور گلاب چھڑکنا اور خوشبو میں سلگانا اور مکان آراستہ
 کرنا اور کچھ قرآن اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اور فرحت و سرور کا ظاہر کرنا
 بے شک بدعت حسنہ مستحبہ اور فضیلت شریفہ مستحسنہ ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ کبھی
 واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں پر رد کے لئے دلائل قائم کرنا اور نحو وغیرہ وہ علوم سیکھنا
 جن کی مدد سے قرآن و حدیث بخوبی سمجھ میں آسکیں اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے سرایش
 اور مدرسے بنانا اور کبھی مباح جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑوں میں وسعت کرنا جیسا کہ علامہ
 مناوی نے شرح جامع صغیر میں تہذیب امام علامہ نووی سے نقل کیا تو ان امور کا انکار وہی کر گیا جو
 بدعتی ہوگا اس کی بات سننا نہ چاہیے بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے کہ اسے سزا دے واللہ تعالیٰ
 اعلم انتہی) اس فتوے پر مولانا عبد الجبار و ابراہیم بن خیار وغیرہ تیس علماء کی مہر ہیں اور قومی
 علمائے مکہ معظمہ میں میلاد و قیام کا اہتمام علمائے سلف سے نقل کر کے فرماتے ہیں خالصاً
 لہذا مبتدع بدعت سیئۃ مذمومۃ لا نکار علی شیئ حسن عند اللہ والمسلمین کما جاء
 فی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما راۃ المسلمون حسناً فهو عند اللہ حسن
 والمراد من المسلمین ہرہذا الذین کموا الاسلام کالعلماء العالمین و علماء العرب والمصر
 والشام والروم والاندلس کلہم راۃ حسنا من زمان السلف الی الان فصائر الجماع
 والامر الذی ثبت باجماع الامة فهو حق لیس بضلal قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم لا یتجمع امتی علی الضلالة فحلی حاکم الشریعۃ تعزیر المنکر واللہ تعالیٰ اعلم
 ترجمہ: پس مجلس و قیام کا منکر بدعتی ہے اور انہر کی بدعت سیئہ و مذمومہ کہ اس نے ایسی چیز پر
 انکار کیا جو خدا و اہل اسلام کے نزدیک نیک تھی جیسا کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 میں آیا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اعتقاد کریں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور یہاں مسلمانوں

سے کامل مسلمان مراد ہیں جیسے علمائے باہمل اور مجلس و قیام کو علمائے عرب و مصر و شام و روم و اندلس نے سلف سے آج تک تحسن جانا تو اجماع ہو گیا اور جو امر اجماع امت سے ثابت ہو وہ حق ہے مگر ای نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرتی پس حاکم شرع پر لازم ہے کہ منکر کو منکر اسے واللہ تعالیٰ اعلم انتہی) اس وقت سے پھر حضرت سید العلماء احمد و حلان مفتی شافعیہ و جناب مستطاب شیخنا و برکتنا سراج الفضلاء مولانا عبدالرحمن سراج مفتی حنفیہ و مولانا حسن مفتی حنبلیہ و مولانا محمد ثری مفتی مالکیہ وغیرہم پنیالیس علماء کی مہر ہیں اور فتوائے علمائے جدہ میں مجیب اول مولانا باصر بن علی بن احمد مجلس میلاد اور اس میں قیام و تعیین یوم و ترمین مکان و استعمال خوشبو و قرارت قرآن و اظہار سرور و اطعام طعام کی نسبت فرماتے ہیں بهذا لا الصوة المجموعة من الاشياء المذكورة بدعة حسنة مستحبة شرعا لا ينكرها الا من قلبه شعبة من شعب النفاق والبغض له صلى الله تعالى عليه وسلم وكيف يسوغ له ذلك مع قوله تعالى ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب ترجمہ: جس مجلس میں یہ سب باتیں کی جائیں وہ شرعاً بدعت حسنة مستحبة ہے جس کا انکار نہ کریگا مگر وہ جس کے دل میں نفاق کی شاخوں سے ایک شاخ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت ہے اور یہ انکار اسے کیونکر روا ہوگا حالانکہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں جو حد کے شکاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں) مولانا عباس بن جعفر بن مدیق فرماتے ہیں ما اجاب به الشيخ العلامة فهو الصواب لا يخالفه الا اهل النفاق وما في السؤال كله حسن كيف لا وقد قصد بذلك تعظيم المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم لا حرمانا الله تعالى من زيارته في الدنيا ولا من شفاعته في الاخرة ومن انكر من ذلك فهو محروم منهما ترجمہ: شیخ علامہ باصر بن احمد بن علی نے جو جواب دیا وہی حق ہے اس کا خلاف نہ کریں گے مگر منافقین اور جو کچھ سوال میں مذکور ہے حسن ہے اور کیوں نہ حسن ہو کہ اس سے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مقصود ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں محروم نہ کرے ان کی زیارت سے دنیا میں اور نہ ان کی شفاعت سے آخرت میں اور جو اس سے انکار کریگا وہ ان دونوں سے محروم ہے) مولانا احمد فلاح لکھتے ہیں۔ اعلیٰ ان ذکر ولادة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم

وما وقع من معجزاته والحضور لسماعه سنة بلا شك وريب لكن مع هذه الصوة
المجموعة من الاشياء المذكورة كما هو المعمول في الحرمين الشريفين وجميع ديار
العرب بدعة حسنة مستحبة ثواب فاعلمها وليعاقب منكرها وما لمها ترجمہ بیان تو کر نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت و معجزات کا ذکر اور اس کے سننے کو حاضر ہونا بے شک سنت ہے مگر
یہ ہیئت مجموعی جس میں قیام وغیرہ اشیائے مذکورہ ہوتی ہیں جیسا کہ حرمین شریفین اور تمام
دیار عرب کا معمول ہے یہ بدعت حسنة مستحبة ہے جس کے کرنے والے کو ثواب اور منکر و مانع
پر عذاب (مولانا محمد بن سلیمان لکھتے ہیں نعم اصل ذکر المولد الشریف وسماعه سنة
وبهذه الكيفية المجموعة بدعة حسنة مستحبة وفضيلة عظيمة مقبولة عند الله
تعالیٰ کما جاء فی اثر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما رآه المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن والمسلمون من زمان السلف الى الآن من اهل العلم والعرفان
كلهم رأوه حسنا بلا نقصان فلا ينكر ولا يمنع من ذلك الامانع الخیر والاحسان
وذلك عمل الشيطان ترجمہ۔ ہاں اصل ذکر مولد شریف اور اس کا سننا سنت ہے اور اس
کیفیت مجموعی کے ساتھ جس میں قیام وغیرہ ہوتا ہے بدعت حسنة مستحبة اور بڑی فضیلت پسندیدہ
خدا ہے کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وارد ہے مسلمان نیک سمجھیں وہ
خدا کے نزدیک نیک ہے اور مسلمان سلف سے آج تک علما و اولیاء سب اسے مستحسن بلا
نقصان سمجھتے آئے تو اس سے منع و انکار نہ کریگا مگر وہ کہ خیر اور بھلائی سے روکنے والا ہوگا اور
یہ کام شیطان کا ہے۔ مولانا احمد حبیب لکھتے ہیں الحمد للہ وکفی والصلاة علی المصطفیٰ نعم
ذکر ولادة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و معجزاته وحلیته والحضور لسماعه وتزیین
المکان ورش ماء الورد والجور بالعود وتعیین الیوم والقیام عند ذکر ولادة صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم و اطعام الطعام وتقسیم التمر وقراءة شیء من القرآن کلها مستحبة
بلا شک وریب واللہ تعالیٰ اعلم بالغیب ترجمہ۔ خدا کو حمد ہے اور وہ کافی ہے اور مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود۔ ہاں ولادت و معجزات و علیہ شریفہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا ذکر کرنا اور اس کے سننے کو حاضر ہونا اور مکان سبحانا اور گلاب چھڑکانا اور اگر گلاب

اور دن مقرر کرنا اور ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور کھانا کھانا
اور خرے بانٹنا اور قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھنا سب بلا شک و شبہ مستحب ہے مولانا محمد صالح
لکھتے ہیں۔ امة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من العرب والمصر والشام والروم
والاندلس وجميع بلاد الاسلام مجتمع ومتفق على استحبابه واستحسانه ترجمہ: نبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت عرب و مصر و شام و روم و اندلس و تمام بلاد اسلام سے اس کے
استحباب و استحسان پر اجماع و اتفاق کئے ہوئے ہے اور اسی طرح احمد بن عثمان و احمد بن محمد بن
و محمد صدق و عبد الرحیم بن محمد زبیدی نے لکھا اور تصدیق کیا فتوائے علمائے حدیدہ میں مولانا نجفی
بن مکرم فرماتے ہیں الف فی ذلک العلماء وحشوا علی فعلہ فقالوا لا ینکرھا الا مبتدع فعلی
حاکم الشریعة ان یعزیزہ ترجمہ: علمائے اس بارہ میں کتابیں تالیف فرمائیں اور اس کے
فعل پر رغبت دی اور فرمایا اس کا انکار نہ کریگا مگر بدعتی تو حاکم شرع پر اس کی تعزیر لازم
مولانا علی شامی فرماتے ہیں لا ینکر هذا الا من طبع اللہ علی قلبہ وقد نص علماء السنة
علی ان هذا من المستحسن المثاب علیہ وردوا الرد الحسن علی منکرہ الخ ترجمہ:-
اس کا انکار نہ کریگا مگر وہ جس کے دل پر خدا نے مہر کر دی اور بے شک علمائے اہل سنت نے
تصریح فرمائی کہ یہ مستحسن و کار ثواب ہے اور منکر کا حرج نہ فرمایا ہے۔ مولانا علی بن عبد اللہ
لکھتے ہیں۔ لا یشک فیہ الا مبتدع یشیق بہ التعزیر ترجمہ:- اس میں شک نہیں کریگا سوائے
بدعتی کے جو قابل سزا ہوگا، مولانا علی طحان لکھتے ہیں۔ فتراعة المولد الشریف والقیام
فیہ مستحب ومن انکر ذلک فهو مخو ولا یعرف مراتب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ترجمہ: مولد شریف پڑھنا اور اس میں قیام کرنا مستحب ہے اور منکر ہٹ و مہم ہے جسے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر معلوم نہیں، مولانا محمد بن داود بن عبد الرحمن لکھتے ہیں مستحب
یتاب فاعلہ ولا ینکرہ الا مبتدع ترجمہ:- مستحب ہے کرنے والا ثواب پائے گا اور منکر
بدعتی، مولانا محمد بن عبد اللہ لکھتے ہیں فتراعة المولد الشریف والقیام عند ذکر
ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکل شیء فی السؤال حسن یتعظیم المصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ومن یشیق التعظیم غیورہ ترجمہ:- مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور جتنی باتیں سوال میں مذکور ہیں سب سبب
 تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن ہیں اور حضور کے سوا تعظیم کا مستحق کون ہے۔
 مولانا احمد بن محمد قلیل لکھتے ہیں: هو الصواب الدلّٰق بتعظیم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم وفعلی حاکم الشریعۃ المطہرۃ زجر من انکرو تعزیرۃ ترجمہ۔ یہی حق ہے اور تعظیم
 مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناسب ہیں حاکم شریعت مطہرہ پر لازم کہ منکر کو چھڑکے اور
 مراد سے مولانا عبد الرحمن بن علی حضرمی لکھتے ہیں۔ استحسنوا القيام تعظیما له اذا جاء ذکر
مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوجب علینا ادا ذلہ والقيام به ولا ینکرہا ذکرنا
الامبتدع مخالف عن طریق اهل السنة والجماعۃ لا استماع ولا اصفاء لکلامہ
 وعلی حاکم الاسلام تعزیرۃ ترجمہ۔ علمائے وقت ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم حضور کی تعظیم کے لئے قیام مستحسن سمجھا اور جو چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 تعظیم ٹھہری تو اس کا ادا کرنا اور بجالانا ہم پر واجب ہو گیا اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی،
 مخالف طریقہ، اہل سنت و جماعت جس کی بات نہ سننے کے قابل نہ توجہ کے لائق اور حاکم
 اسلام پر اس کی تعزیر واجب ہے) بالجملہ۔ سر دست اس قدر کتب و فتاویٰ و افعال
 و اقوال علماء دائرہ سے اس قیام مبارک کے استحسان و استحباب کی سند صریح حاضر ہے جس میں
 تو اسے زائد علماء دائرہ کی تحقیق و تصدیق روشن و ظاہر اور رسالہ غایۃ المرام میں علمائے
 ہند کے بھی فتوے چھپے ہیں جن پر پچاس سے زیادہ مہر و دستخط ہیں اب منصف انصاف
 کرے آیا اس قدر علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و جدہ و حدیدہ و روم و شام و مصر و میاٹوین
 و زبید و بصرہ و حضرموت و حلب و حبش و برزنج و بصرہ و دکن و دغستان و اندلس و ہند کا اتفاق
 قابل قبول ارباب عقول نہ ہو گا یا مآذ اللہ یہ عمامہ شریعت صد ہا سال سے آج تک سب کے سب متبع
 و بد مذہب اور ایک بدعت ضلالت کے مستحب و مستحسن ماننے والے ٹھہری گئے تعصب نہ کیجئے
 تو ہم ایک تدبیر بتائیں ذرا اپنے دل کو خیالات میں ڈالیں وہاں سے رہائی دیجئے اور آنکھیں بند کر کے
 گردن جھکا کر یوں دل میں مراقبہ کیجئے کہ گویا سینکڑوں اکابر سب کے سب ایک وقت میں زندہ
 موجود ہیں اور اپنے مراتب عالیہ کے ساتھ ایک مکان عالی شان میں جمع ہوئے ہیں اور ان کے

حضور مسئلہ قیام پیش ہوا ہے اور ان سب عمائد نے یکر زبان ہو کر باواز بلند فرمایا ہے بیشک نے مستحب ہے وہ کون ہے جو اسے منع کرتا ہے ذرا ہمارے سامنے آئے اس وقت ان کی شوکت و جبروت کو خیال کیجئے اور مشیت چند مانعین ہندوستان میں ایک ایک کا مونہہ چراغ لے کر دیکھئے کہ ان میں سے کوئی بھی اس عالی شان مجمع میں جا کر ان کے حضور اپنی زبان کھول سکتا ہے اور یوں تو ہے

چوتھیں ارب قنداز مرغزار زندر وہ نگلف شکار!

جسے چاہیے کہہ دیجئے کہ وہ کیا تھے ہم ان کی کب مانتے ہیں انکا قول کیا حجت ہو سکتا ہے یہ بھی نہ سہی بالفرض اگر ان سب اکابر سے بیان مسئلہ میں غلط و خطا ہو جائے تو نقل و روایت میں تو معاذ اللہ کذب و افتراء نہ کریں گے اب اوپر کی عبارتیں دیکھئے کہ کتنے علمائے اہل سنت و جماعت و علمائے بلاد و دارالاسلام کا اس فعل کے استحقاق استحسان پر اجماع نقل کیا ہے کیا اجماع اہل سنت بھی پایہ قبول سے ساقط اور ہنوز دلیل و سند کی حاجت باقی ہے اچھا یہ بھی جانے دو اور ان چند ہندویوں کا خلاف کہ وہ بھی جب یہاں کسی طرح کا دینی بندوبست و انتظام نہ رہا اور ہر ایک کو جو منہ پر آئے بک دینے کا اختیار ملا وقت و موقع پاکر بہک اٹھے ہیں قاذح اجماع جانوتا ہم ہماری طرف سواد اعظم میں تو شک نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار ترجمہ - بڑے گروہ کی پیروی کرو کہ جو اکیلا رہا اکیلا و دوزخ میں گیا اور فرماتے ہیں انما یا کل الذئب القاصیۃ ترجمہ - بھڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو گلہ سے دور ہوتی ہے، انصاف کیجئے تو حضرت امام اجل محقق اعظم سیدنا تقی الملتہ والدین سبکی اور اس وقت کے اکابر علماء اعیان قضاۃ و مشائخ اسلام کا قیام ہی مسلمانوں کے لئے حجت کافیہ تھا جس کے بعد اور سند کی احتیاج نہ تھی جیسا کہ علامہ جلیل علی بن برہان جلی و علامہ انباری وغیرہما علمائے تصریح فرمائی نہ کہ ان ائمہ کے بعد یہ قیام تمام بلاد و دارالاسلام کے خواص و عوام میں صد ہا سال سے شائع و ذائع رہے اور ہزار علماء و اولیا اس پر اتفاق و اجماع فرماتے ہیں جب بھی آپ صاحبوں کے نزدیک لائق تسلیم نہ ہو صد حیف ہزار افسوس کہ قرنہا قرن سے علمائے امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سلم سب اللہ بدعتی و غلط گو و غلط کار ٹھہریں اور سچے سچے سنی نہیں تو یہ چند ہندی جنہیں اس ملک میں احکام

اسلام جاری نہ ہونے نے ڈھیلی باگ کر دی انا للہ وانا الیہ راجعون یہ ہے مجمل تحقیق استجاب
 قیام پر صرف ایک دلیل کی اسکے سوا دلائل متکاثرہ و حجج باہرہ و براہین قاہرہ قرآن و حدیث
 و اصول و قواعد شرع سے اس پر قائم ہیں جن کی تفصیل و توضیح اور شبہات مانعین کی تذلیل
 و تفسیح برطرز بدیع و نہج بنج حضرت حجتہ المخلص بقیۃ السلف تاج العالم اس الکمل السیدی
 و مولائے خدمت والد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد تقی علیخان صاحب قادری برکاتی احمدی
 قدس اللہ تعالیٰ سرہ الزکی نے رسالہ مستطابہ اذاتہ الامام لمانعی عمل المولد والقیام میں بالذکر
 علیہ بیان فرمائی جسے تحقیق بے عدیل و تدقیق بے مثل دیکھنے کی تمنا ہو اسے مرثدہ دیجئے کہ اس
 پاک مبارک رسالہ کے ماندہ فائدہ سے زلہ رہا ہو رہا یہ کہ یہ قیام ذکر ولادت شریف کے وقت کو
 ہے اس کی وجہ نہایت روشن اوّل صد ہا سال سے علمائے کرام و بلاد دار الاسلام میں
 یونہی مہول ثانیامہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور صورت تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت
 قدوم معظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت حضور سید المعظمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم دنیا
 میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوتی واللہ تعالیٰ اعلم۔

لطیفہ نظیفہ ہمارے فرقہ اہل سنت و جماعت پر رحمت الہیہ کی تمامی سے ہے
 کہ اس مسئلہ میں بہت منکرین کو اپنے گھر بھی جائے دست و پاژون باقی نہیں وہ بزور زبان
 قیام بدعت و ناجائز کہتے جاتے ہیں مگر ان کے امام و مولا و مرشد و آقا مجتہد الطائفہ میاں
 نذیر حسین صاحب دہلوی کہ آج وہابیہ ہندوستان کے سر و سردار اور ان کے یہاں لقب
 شیخ الکمل فی الکمل کے سزاوار ہیں جن کی نسبت وہابیت ہند کی ناک طائفہ مجہر کے بڑے تکلم
 بے باک کشور توہیب کے افسر فوجی میاں بشیر الدین صاحب قوجی نے اپنے رسالہ ممانعت مجلس
 و قیام مسمتے بہ غایۃ الکلام میں لکھا "زبدۃ المحققین و عمدۃ المحدثین مولانا سید نذیر حسین شاہ
 آبادی از اولیائے عصر و اکابر علمائے ایں زمان است الی آخر الہذیان" یہ حضرت من حیث
 لیشر جواز و استحباب قیام تسلیم فرما چکے امام اجل عالم الامہ کاشف الغمہ سیدنا تقی الملتہ والدینے
 سبکی اور ان کے حضار مجلس کانت و ذکر حضور اصطفیٰ علیہ افضل التحیۃ و الثناء سن کر قیام فرمانا

تو ہم اد پر ثابت کر آئے اور اس سے ملا مجتہد دہلوی بھی انکار نہیں کر سکتے کہ خود اسی مسئلہ میں ان کے امام مستند علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی سیل الہدی والرشاد میں یہ حکایت نقل فرمائی اب سنئے کہ مجتہد بہادر اپنے ایک دستخطی مہری مصدقہ فتوے میں کہ فقیر کے پاس اصلی موجود ہے کیا کچھ تسلیم فرماتے ہیں ان امام ہمام کی نسبت لکھا ہے "تقی الدین سبکی کے اجتہاد پر علما کا اجماع ہے امام علامہ مجتہد ابن حجر مکی ان کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ الامام المجمع علی جلالتہ واجتہادہ یہاں سے صاف ثابت ہوا کہ امام تقی الدین کا مجتہد ہونا ان تیرہ صدی کے مجتہد کو مقبول ہے اور اسی فتوے میں ہے "جب ایک امام صحیح الاجتہاد نے ایک کام کیا تو ضرور ہے کہ اس کا اجتہاد اس کی طرف مؤوی ہو اور اجتہاد مجتہد بے شک حجت شرعیہ ہے" اب کیا کلام رہا کہ اس قیام کے جواز پر حجت شرعیہ قائم اور سنئے اسی فتوے میں ہے "جیسے امہ اربعہ کا قول ضلالت نہیں ہو سکتا ایسے ہی کسی مجتہد کا مذہب بدعت نہیں ٹھہر سکتا جو کہ وہ نصیبت خود بدعتی احبار و رہبان پرست ہے کہ مجتہد چاہے اگلا ہو یا پچھلا وہ تو مظہر حکم خدا ہے نہ مثبت" اب تو ماننا پڑے گا کہ جو شخص قیام کو بدعت ضلالت کہے وہ نصیبت خود بدعتی احبار و رہبان پرست ہے اور سنئے تمام طائفہ جو ایسی جگہ اس خبط پر ناز کرتا تھا کہ یہ قیام حادث ہے اور حدیث میں محدثات کی مذمت وارد مجتہد صاحب نے یہ دروازہ بھی بند کر دیا کہ اسی فتوے میں ہے خدا نے مجتہدوں کو اگے لئے بنایا ہے کہ جو واقعہ تازہ پیدا ہوا اسکا ان اماموں پر طعن بعینہ قرآن و حدیث پر طعن ہے اور ایسی جگہ حدیث من احدث الزیڑنا اول تو جھوٹ دوسرے کتنا بے محل الخ اس مقام کا زیادہ احقاق و احوال اور دلائل مانعین کا اذہاق و ابطال فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے رسالہ الصارم الالہی علی عمائد الشرب الواہی پر محمول کہ رد فتوئے مولوی نذیر حسین دہلوی میں زیر قصد تالیف ہے وہاں انشاء اللہ الخریز فیض الہی نے طور سے بندہ اذل اذل کے لئے کار فرمائے عنایت و اعانت ہو گا کہ جو کچھ لکھا جائیگا محض اقرار و اعتراف عمائد فرقہ سے مثبت ہو گا واللہ الموفق والمہین و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مقام دوم اس مقام کی شرح و تفصیل مفصل نہایت اطباء و تطویل کہ اگر اس کا ایک حصہ بیان میں آئے تو کتاب مستقل ہو جائے معہذا ہمارے علمائے عرب و عجم بحمد اللہ تعالیٰ اس سے فارغ ہو چکے کوئی دقیقہ احقاق حق و ابطال باطل کا اٹھانہ رکھنے کے مخصوص حضرت

حامی السنن ماحی الفتن حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت
سیدی و مولای خدمت و الدم روح اللہ روحہ و نور ضریحی نے کتاب مستطاب اصول الرشاد حق
مبانی الفساد میں وہ تحقیقات بدیعہ و تدقیقات منیعہ ارشاد فرمائیں جسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ
حق کے لئے نہیں مگر غایت انجلا و بیان اور باطل کو نصیب نہیں مگر موت بے امان و اکہم اللہ
رب العلمین لہذا فقیریاں چند اجمالی نکتوں پر برسبیل اشارہ و ایما اکتفا کرتا ہے اگر اسی قدر
چشم انصاف میں پسند آیا فہما ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ فقیر تفصیل و تکمیل کے لئے حاضر و احوال
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

نکتہ ۱۔ اصل اثبات میں اباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت
اور اس کی بُرائی پر دلیل شرعی ناطق دہی تو ممنوع و مذموم ہے باقی سب چیزیں جائز و مباح رہیں
گی خاص انکا ذکر جواز قرآن و حدیث میں منصوص ہو یا ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو شخص جس فعل
کو ناجائز یا حرام یا مکروہ کہے اس پر واجب کہ اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کرے اور جائز و
ومباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا یہی جواز کی
دلیل کافی ہے جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ و مستدرک حاکم میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں المحلال ما احل اللہ فی کتابہ الحرام
ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فهو ما عفا عنہ ترجمہ۔ حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی
کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام فرمادیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا
وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے یعنی اس کے فعل پر کچھ مواخذہ نہیں مرقاۃ میں فرماتے ہیں فیہ ان
الاصل فی الاشیاء الاباحتہ ترجمہ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں مباح
ہونا ہے شیخ محقق شرح میں فرماتے ہیں وایں دلیل ست برآنکہ اصل در اثبات اباحت ست
نص کتاب الحجہ میں فرماتے ہیں ایلمؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال ان اللہ
عز وجل خلقکم و هو اعلم لضعفکم فبعث الیکم رسولاً من انفسکم وانزل علیکم کتاباً
وحد لکم فیہ حدوداً امرکم ان لا تعتدوها و فرض فی القن امرکم ان تتبعوها
و حرم حرمتھا کم ان تنہکوها و ترک اشیاء لم یذکرھا لیساً نافلاً تنکفوها

وانما ترکھا رحمة لک وترحمہ۔ بے شک اللہ عزوجل نے تمہیں پیدا کیا اور وہ تمہاری توانی جانتا ہے تو تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا اور تم پر ایک کتاب اتاری اور اس میں تمہاری لئے کچھ حدیں باندھیں اور تمہیں حکم دیا کہ ان سے نہ بڑھو اور کچھ فرض کئے اور تمہیں حکم کیا کہ ان کی پیروی کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں اور تمہیں ان کی بے حرمتی سے منع فرمایا اور کچھ چیزیں اس نے چھوڑ دیں کہ بھول کر نہ چھوڑیں ان میں تکلف نہ کرو اور اس لئے تو تم پر رحمت ہی کے لئے انہیں چھوڑ دیا ہے امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ والکراہۃ الذین لا بد لہما من دلیل فی الاصل فی الاباحتہ۔ الیٰہی الاصل ترجمہ۔ یہ کچھ احتیاط نہیں ہے کہ کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہہ کر خدا پر افتراء کر دو کہ حرمت و کراہت کے لئے تو دلیل درکار ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اہت مانی جائے کہ اصل وہی ہے۔ مولانا علی قاری رسالہ اقتدا بالمخالف میں فرماتے ہیں من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلۃ ہو الصلۃ واما القول بالفساد والکراہۃ فیحتاج الی حجتہ من الکتاب والسنتہ واجماع الامة ترجمہ یقینی بات ہے کہ اصل ہر مسئلہ میں صحت ہے اور فساد یا کراہت ماننا یہ محتاج اس کا ہے کہ قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے اس پر دلیل قائم کی جائے اور اس کے سوا بہت آیات و احادیث سے یہ مطلب ثابت اور اکابر ائمہ سلف و خلف کے کلام میں اسکی تصریح موجود یہاں تک کہ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے قولے مصدقہ ہری دستخطی میں ہے "او مدہوش بے عقل خدا و رسول کا جائز نہ کہنا اور بات ہے اور ناجائز کہنا اور بات یہ تو بتاؤ کہ تم جو ناجائز کہتے ہو خدا و رسول نے ناجائز کہاں کہا ہے الخ اہل مخلصا پس مجلس میلاد و قیام وغیرہما بہت امور متنازع فیہا کے جواز پر میں کوئی دلیل قائم کرنے کی حاجت نہیں شرع سے ممانعت نہ ثابت ہونا ہی ہمارے لئے دلیل ہے تو ہم سے سند مانگنا سخت و نائی اور حکیم مجتہد بہادر عقل و ہوش سے جدائی ہے ہاں تم جو ناجائز و ممنوع کہتے ہو تم ثبوت دو کہ خدا و رسول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز فرمایا ہے اگر ثبوت نہ دو اور انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز نہ دے سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے شرع مطہر پر افتراء کیا ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون سبحن اللہ انما سجد کا مطالبہ ہم سے۔

ہنکتہ ۲۔ عموم و اطلاق سے استدلال زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے آج تک علمائے شائع و ذائع یعنی جب ایک بات کو شرع نے محمود فرمایا تو جہاں اور جس وقت اور جس طرح وہ بات واقع ہوگی ہمیشہ محمود رہے گی تا وقتیکہ کسی صورت خاصہ کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے مثلاً مطلق ذکر الہی کی خوبی قرآن و حدیث سے ثابت تو جب کبھی کسی طور پر خدا کی یاد کی جائیگی بہتر ہی ہوگی ہر خصوصیت کا ثبوت شرع سے ضرور نہیں مگر پاخانہ میں بیٹھ کر زبان سے یاد الہی کرنا ممنوع کہ اس خاص صورت کی برائی شرع سے ثابت غرض جس مطلق کی خوبی معلوم اس کی خاص خاص صورتوں کی جدا جدا خوبی ثابت کرنا ضرور نہیں کہ آخر وہ صورتیں اسی مطلق کی توہین جس کی بھلائی ثابت ہو چکی بلکہ کسی خصوصیت کی برائی ماننا یہ محتاج دلیل ہے مسلم الثبوت میں ہے شاع و ذاع احتجاج ہم سلفا و خلفا بالعمومات من غیر تکیر اسی میں ہے العمل بالمطلق یقتضی الاطلاق تحریر الاصول علامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے یعمل بہ ان یجری فی کل ما صدق علیہ المطلق یہاں تک کہ خود قوائے مصدقہ نذیر یہ میں ہے ”جب عام و مطلق چھوڑا تو یقیناً اپنے عموم اطلاق سے استدلال برابر زمانہ صحابہ کرام سے آج تک بلا تکیر رائج ہے۔“

اب سنئے ذکر الہی کی خوبی شرعاً مطلقاً ثابت قال اللہ تعالیٰ اذْکُرُوا اللہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا خدا کو یاد کرو بہت یاد کرنا، اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء اللہ و اولیاء اللہ علیہم السلام کی یاد عین خدا کی یاد ہے کہ انکی یاد ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں معہذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد مجاس و محافل میں یونہی ہوتی ہے کہ حضرت حق تبارک و تعالیٰ نے انہیں یہ مراتب بخشے یہ محال عطا فرمائے اب چاہے اسے لغت سمجھ لو یعنی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہی جنہیں حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایسے ایسے درجے دیئے اس وقت یہ کلام کریمہ و رفعتنا بعضہم درجۃ کی قبیل سے ہوگا چاہے حمد سمجھ لو یعنی ہمارا ماننا کہ ایسا ہے جس نے اپنے محبوب کو یہ رتبے بخشے اس وقت یہ کلام کریمہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بَعْدَہٗ وَ کَرِیْمٌ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْہُدٰی کے طور پر ہو جائیگا حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے دَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۙ اُوْرٰی لَکَ اَہْمَیَۃً لِّہٖ لَیْسَ مِمَّا رَا ذِکْرٌ اَمَامَ عَلٰمَہٖ قَاضِی عِیَاضٍ رَحْمَہُ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر سیّدی ابن عطا قدس سرہ الغریز سے

علیہ وسلم بجمع انواع التعظیم التي ليس فيها مشاركة الله تعالى في الألوهية
 امر مستحسن عند من نور الله ابصارهم لينسبوا إلى الله تعالى عليه وسلم کی تعظیم تمام
 اقسام تعظیم کے ساتھ جن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوہیت میں شریک کرنا ہو ہر طرح امر مستحسن
 ہے ان کے نزدیک جن کی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ نے نور بخشا ہے، پس یہ قیام کہ وقت ذکر و تلاوت
 شریفہ اہل اسلام محض بنظر تعظیم و اکرام حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بجالالتے ہیں بیشک
 حسن و محمود ٹھہرے گا تا وقتیکہ مانعین خاص اس صورت کی برائی کا قرآن و حدیث سے ثبوت نہ دیں وانی
 لهذا ذلك تنبيه مہاں سے ثابت ہوا کہ تابعین و تبع تو درکنار خود قرآن عظیم سے مجلس و قیام کی
 خوبی ثابت ہے والحمد للہ رب العالمین۔

نکتہ ۳۔ ہم پوچھتے ہیں تمہارے نزدیک کسی فعل کے لئے رخصت یا ممانعت ماننا اس
 پر موقوف کہ قرآن و حدیث میں خاص اس کا نام لے کر جائز کہا یا منع کیا ہو یا اس کی کچھ حاجت
 نہیں بلکہ کسی عام یا مطلق مامور بہ یا عام یا مطلق منہی عنہ کے تحت میں داخل ہونا کفایت کرتا ہے
 بر تقدیر اول تم پر فرض ہوا کہ بالخصوص مجلس و قیام مجلس کے نام کے ساتھ قرآن و حدیث سے
 حکم ممانعت دکھاؤ۔ بر تقدیر ثانی کیا وجہ کہ ہم نے خصوصیت خاصہ کا ثبوت مانگتے ہو اور بانکہ یہ
 افعال اطلاقات ذکر و تحدیث و تعظیم و توقیر کے تحت میں داخل ہیں جائز نہیں مانتے۔

نکتہ ۴۔ حضرات مانعین کا تمام طائفہ اس مرض میں گرفتار کہ قرن و زمانہ کو حاکم
 شرعی بنایا ہے جو نئی بات کہ قرآن و حدیث میں باہی ہیئت کذائی کہیں اسکا ذکر نہیں جب فلاں
 زمانہ میں ہو تو کچھ بری نہیں اور فلاں زمانہ میں ہو تو ضلالت و گمراہی حالانکہ شرعاً و عقلاً کسی طرح
 زمانہ کو احکام شرع یا کسی فعل کی تحسین و تفسیح پر قابو نہیں نیک بات کسی وقت میں ہو نیک ہے
 اور برا کام کسی زمانہ میں ہو برا ہے آخر بلوائے مصر و واقعہ کربلا و حادثہ سحرہ و بدعات خوارج
 و شذائعات روافض و خیانات نواصب و خرافات معتزلہ و غیرہ امور شنیعہ زمانہ صحابہ و تابعین
 میں حادث ہوئے مگر معاذ اللہ اس وجہ سے وہ نیک نہیں ٹھہر سکتے اور بنائے مدارس و
 تصنیف کتب و تدوین علوم و رد مبتدعین و تعلیم و تعلم نحو صرف و طرق اذکار و صور اشغال،
 اولیائے سلاسل قدست اسرار ہم وغیرہ امور حسنہ ان کے بعد شائع ہوئے مگر عیاذ باللہ اس وجہ

بد نہیں قرار پائے اس کا مدار نفس فعل کے حسن و قبح پر ہے جس کام کی خوبی صراحتاً یا اشارۃً قرآن و حدیث سے ثابت وہ بے شک حسن ہو گا چاہے کہیں واقع ہو اور جس کام کی برائی تصریحاً یا تلویحاً وارد وہ بے شک قبیح ٹھہرے گا خواہ کسی وقت میں حادث ہو جو محققین ائمہ و علمائے اس قاعدہ کی تصریح فرمائی اگرچہ منکرین براہِ سینہ زوری نہ تائیں امام ولی الدین ابو ذر عہد عراقی کا قول پہلے گزرا کہ کسی چیز کا نو پیدا ہونا موجب کرامت نہیں کہ بہتری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جبکہ ان کے ساتھ کوئی مفیدہ شرعیہ نہ ہو اسی طرح امام علامہ مرشد ملت حکیم امت سیدنا و مولانا حجتہ الحق والا سلام محمد سنہ الی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی اوپر مذکور ہے کہ صحابہ سے منقول نہ ہونا باعث مخالفت نہیں بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت مامور بہا کار دکرے اور کیمیائے سعادت میں ارشاد فرماتے ہیں ایہہ اگرچہ بدعت است و از صحابہ و تابعین نقل نہ کردہ اند لیکن نہ ہرچہ بدعت بود نہ شاید کہ بسیاری بدعت نیکو باشد پس بدعتیکہ مذموم است آنکہ مخالف سنت باشد امام بیہقی و غیر علماء حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں المحدثات من الامور ضرر بان احدهما ما احدث مما يخالف کتاباً او سنة او اشراً و اجماعاً فہذہ البدعة الضلالة والثانی ما احدث من الخیر و اختلاف فیہ لواحد من ہذہ وہی غیر مذمومة ترجمہ۔ نو پیدا باتیں دو قسم ہیں ایک وہ کہ قرآن یا احادیث یا آثار یا اجماع کے خلاف نکالی جائیں یہ تو بدعت کفریہ ہی ہے دوسرے وہ اچھی بات کہ احداث کی جائے اور اس میں ان چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بُدی نہیں، امام علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں والبدعة ان كانت مما تندرج تحت مستحسن فہی حسنة وان كانت تندرج تحت مستقبح فہی مستقبحة والا فمن قسم المباح۔ ترجمہ۔ بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بُری ہے اول جو دونوں میں سے کسی کے نیچے نہ داخل ہو تو وہ قسم مباح سے ہے، اسی طرح صدہا اکابر نے تصریح فرمائی اب مجلس و قیام وغیرہ امور متنازع فیہا کی نسبت تمہارا یہ کہنا کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں نہ تھے لہذا ممنوع ہیں محض باطل ہو گیا ہاں اس وقت ممنوع ہو سکتے ہیں جب تم کافی ثبوت دو کہ مخالف ان افعال میں شرعاً کوئی برائی ہے ورنہ اگر کسی مستحسن کے نیچے داخل ہیں تو محمود اور بالفرض کسی کے

نیچے داخل نہ ہوئے تو مباح ہو کر محمود ٹھہریں گے کہ جو مباح بہ نیت نیک کیا جائے شرعی محمود ہو جاتا ہے صحابی بحر الرائق وغیرہ کیوں کیسے کھلے طور پر ثابت ہوا کہ ان افعال کی سند نہ ہے صحابہ میں تب تابعین سے مانگنا کس قدر نادانی جہالت تھا والحمد للہ۔

نکتہ ۵۔ بڑی مستند ان حضرات کی حدیث خیر القرون قرنی ہے اس میں بحمد اللہ ان کے مطلب کی بوجہ نہیں حدیث میں تو صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ میرا زمانہ سب سے بہتر ہے پھر دوسرا پھر تیسرا اس کے بعد جھوٹ اور خیانت اور تن پروری اور خواہی خواہی گواہی دینے کا شوق لوگوں میں شائع ہو جائیگا اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ ان زمانوں کے بعد جو کچھ حادث ہو گا اگرچہ کسی اصل شرعی یا عام مطلق مامورہ کے تحت میں داخل ہو شیخ و مذہب ٹھہریگا جو اسکے ثبوت کا دعویٰ رکھتا ہو بیان کرے کہ حدیث کے کون سے لفظ کا یہ مطلب ہے۔ اسے عزیز یہ تو بالبداہت ہٹا لیں کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں شر مطلقاً نہ تھا نہ ان کے بعد خیر مطلقاً رہی ہاں اس قدر میں شک نہیں کہ سلف میں اکثر لوگ خدا ترس متقی پرہیزگار تھے بعد کو فتنے فساد پھیلنے لگے پھر یہ کن میں انہی لوگوں میں جو علم و محبت اکابر سے بہرہ نہیں رکھتے ورنہ علمائے دین ہر طبقہ اور ہر زمانہ منبع و مجمع خیر رہے ہیں مگر ہوا یہ کہ ان زمانوں میں علم بکثرت متھاکم لوگ جاہل رہتے اور جو جاہل تھے وہ علمائے فرمانبردار اس لیے شر و فساد کو کم دخل ملتا کہ دین متین و امن علم سے وابستہ ہے اس کے بعد علم کم ہوتا گیا جاہل نے فروغ پایا جاہلوں نے سرکشی و خود سری اختیار کی لاجرم فتنوں نے سراٹھایا اب یہیں نہ دیکھ لیجئے کہ صد ہا سال سے علمائے دین مجلس و قیام کو مستحب و مستحسن کہتے چلے آتے ہیں تم لوگ ان کا حکم نہیں مانتے انہیں سرتابیوں نے اس زمانہ کو نماز و شہر بنا دیا تو یہ جیسے قدر مند متین ہیں زمانہ مابعد کے جہال کی طرف راجح ہیں ان سے کون استدلال کرتا ہے نہ ہمارا یہ عقیدہ کہ حسن زمانہ کے جاہل جو بات چاہیں اپنی طرف سے نکال لیں وہ مطلقاً محمود ہو جائے گی کلام علما میں ہے کہ جس امر کو برا کہا بر امت مستحب و مستحسن کہیں وہ بے شک مستحب و مستحسن ہے چاہے کبھی واقع ہو کہ علمائے دین کسی وقت میں مضمر و مظہر شر نہیں ہوتے والحمد للہ رب العالمین۔

نکتہ ۶۔ اگر کسی زمانہ کی تعریف اور اسکے مابعد کا نقصان احادیث میں مذکور

ہونا اسی کو مستلزم ہو کہ اس زمانہ کے محدثات خیر ٹھہریں اور مابعد کے شر تو اکثر زمانہ صحابہ و تابعین

سے بھی ہاتھ اٹھا رکھے۔ اخرج الحاكم وصححه عن انس رضي الله تعالى عنه قال
 بعثني بنو المصطلق الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقالوا سل لنا رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم الى من ندفع صدقاتنا بعدك فقال ابى بكر قالوا فان حدث
 بابى بكر حدث فالى من قال الى عمر قالوا فان حدث بعمر حدث فقال الى عثمان
 قالوا فان حدث لعثمان حدث فقال ان حدث لعثمان حدث فتباليكم الدهر
 فتباليكم خلاصة ترجمہ: انس رضي الله تعالى عنه فرماتے ہیں مجھے بنی مصطلق نے حضور سرور عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضور سے پوچھوں حضور کے بعد ہم اپنے اموال زکوٰۃ کے
 دیں فرمایا ابوبکر کو کہا اگر ابوبکر کو کوئی عادت پیش آئے فرمایا عمر کو۔ عمر من کی اگر عمر کو کچھ حادثہ واقع
 ہو فرمایا عثمان کو۔ کیا اگر عثمان کو کوئی حادثہ ہو سکے دیکھائے فرمایا اگر عثمان کا بھی واقعہ ہو تو خرابی ہے
 تمہارے لئے ہمیشہ پھر خرابی ہے واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ والطبرانی عن سهل بن ابی
 حنیمۃ رضي الله تعالى عنه فی حدیث طویل قال صلی الله تعالى عليه وسلم اذا اتى على
 ابى بكر اجله وعمر اجله وعثمان اجله فان استطعت ان تموت فميت ترجمہ: نبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب ابوبکر و عمر و عثمان کو موت آجائے تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ مر جائے
 تو مر جانا، واخرج ابو نعیم ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال اذا انامت
 وابوبكر وعمر وعثمان فان استطعت ان تموت فميت ترجمہ: حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب انتقال فرماؤں میں ابوبکر و عمر و عثمان تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ
 مر جائے تو مر جانا، واخرج الطبرانی فی الكبير عن عصمة بن مالك رضي الله تعالى عنه
 قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ويحك اذا مات عمر فان استطعت
 ان تموت فميت ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس جب عمر مر جائے
 تو اگر مر سکے تو مر جانا حسنہ الامام جلال الدین فی الحدیث قصہ اب تمہارے طور پر چاہیے کہ زمانہ
 پاک حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ صرف زمانہ شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک خیر ہے
 پھر کچھ حادث ہو اگرچہ عین خلافت حقہ راشدہ سیدنا و مولانا امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ
 وجہہ تسمیہ وہ معاذ اللہ سب شریع و مذہب و بدعت ضلالت قرار پائے خدا ایسی بڑی سمجھ سے

اپنی پناہ میں رکھے اور مزہ یہ کہ ان احادیث کے مقابل حدیث خیر القرون بھی نہیں لاسکتے کہ تمہارے امام اکبر مولوی اسماعیل دہلوی کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی انہیں احادیث اور ان کے امثال پر نظر کر کے حدیث خیر القرون کے معنی ہی کچھ اور بتا گئے ہیں دیکھئے "ازالة الخفاء" میں کیا کچھ فرمایا ہے حدیث خیر القرون ذکر کر کے لکھتے ہیں :-

"بنائے استدلال پر توجہ صحیحی ست کہ اکثر احادیث شاید آنت قرن اول از زمانہ ہجرت آل حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا زمان وفات دی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قرن ثانی از ابتدای خلافت صدیق تا وفات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما و قرن ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ہر قرن قریب دو از وہ سال بودہ است قرن درخت قوم متقارین فی السن بعد از ان قومی را کہ در ریاست و خلافت مقرر باشند قرن گفہ شد چون خلیفہ دیگر باشد و وزرائی حضور دیگر و امرائے امصار دیگر و رؤسای جیوش دیگر و حربیان دیگر و ذمیان دیگر تفاوت قرن بہم میرسد و دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

"قرن اول زمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابودا ہجرت تا وفات و قرن ثانی زمان شیخین قرن ثالث زمان ذی النورین بعد از ان اختلاف پدید آمد و فقہان ظاہر کر دیند"

بالجملہ اس قدر میں تو شک نہیں کہ یہ معنی بھی حدیث میں صاف محتمل اور بعد احتمال کے تمہارا استدلال یقیناً ساقط و الحمد للہ رب العالمین

نکتہ ۷ - اگر کسی زمانہ کی تعریف حدیث میں آنا اسی کا موجب ہو کہ اس کے محدثات خیر قرار پائیں تو بسم اللہ وہ حدیث ملاحظہ ہو کہ امام ترمذی نے بسند حسن حضرت انس اور امام احمد نے حضرت عمار بن یاسر اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر و سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی اور محقق دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بنظر کثرت طرق اس کی صحت پر حکم دیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں امتی مثل المطر لا یدری اولہ حنیرام آخرہ ترجمہ - میری امت کا کہاوت ایسی ہے جیسے مینہ کہ نہیں کہہ سکتے

اس کا اگلا بہتر ہے یا پچھلا، شیخ محقق مترح میں لکھتے ہیں۔ "کنایہ است از بودن ہمراہ امت خیر خاندانکہ
مطرحہ نافعست" امام مسلم اپنی صحیح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی لا تزال
طائفۃ من امتی قائمۃ بامر اللہ لا یضرہم من خذلہم او خالفہم حتی یاتی امر اللہ
وہم ظاہرون علی الناس ترجمہ۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ خدا کے حکم پر قائم رہے
گائیں نقصان نہ پہنچائیں گے جو انہیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا یہاں تک کہ خدا کا وعدہ
آئیں گے اس حال میں کہ وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفایں لکھتے ہیں۔

"گھاں مبرکہ در زمان شرور و عکس شریوہ اند و غایت ہائے الہی در تہذیب نفوس بیکار افتادہ
ایجا سرا طیب است سے عیب و حیلہ بگفتی ہنر شش نیز بگوئی نفی حکمت ممکن از بہر دل علی

چند در ہر زمانہ طالب اللہ را مہبط النوار و برکات ساختہ اند"

کہئے اب کدھر گئی ان قرون کی تخصیص اور کیوں نہ خیر عصر ہی گئے وہ امور جو علما و عرفائے
مابعد میں بلحاظ اصول و عموم و اطلاق شائع ہوئے والحمد للہ۔

نکتہ ۸۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے محاورات و مکالمات کو دیکھئے تو وہ
خود صاف صاف ارشاد فرما رہے ہیں کہ کچھ ہمارے زمانہ میں ہوئے نہ ہونے پر مدار خیریت و شریت نہیں
دیکھئے بہت نئی باتیں کہ زمانہ پاک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھیں ان کے زمانہ
میں پیدا ہوئیں اور وہ انہیں بُرا کہتے اور نہایت تشدد و انکار فرماتے اور بہت تازہ باتیں حادث
ہوتیں کہ ان کو بدعت و محدثات مان کر خود کرتے اور لوگوں کو اجازت دیتے اور خیر و حسن بتاتے
امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں "نعمت البدعة ہذہ"
ترجمہ۔ کیا اچھی بدعت ہے یہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما چاشت کی نسبت فرماتے ہیں
انہا البدعة و نعمت البدعة و انہا لمن احسن ما لحدثہ الناس ترجمہ۔ بیشک
وہ بدعت ہے اور کیا ہی عمدہ بدعت ہے اور بے شک وہ ان بہتر چیزوں میں سے ہے جو لوگوں
نے نئی نکالیں، سیدنا ابوالامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں احدثتم قیام رمضان فذلک
علی ما فعلتم و لا تترکوا ترجمہ۔ تم لوگوں نے قیام رمضان نیا نکالا تو اب جو نکالا ہے تو ہمیشہ
کئے جاؤ اور کسی نہ چھوڑنا، دیکھو یہاں تو صحابہ کرام نے ان افعال کو بدعت کہہ کر حسن کہا اور انہیں

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد میں ایک شخص کو تہذیب کہتے سن کر اپنے غلام سے فرمایا:-
 اخرج بنا من عند هذا المبتدع ترجمہ۔ نکل چل ہمارے ساتھ اس بدعتی کے پاس سے (یہ)
 عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادہ کو نماز میں بسم اللہ باواز پڑھتے سن کر فرمایا
 انکحدث ایاکم والحدیث ترجمہ۔ اے میرے بیٹے یہ نوپیدا بات ہے پنج نئی باتوں سے، یہ فعل
 بھی اس زمانہ میں واقع ہوئے تھے انہیں بدعت سیمہ مذمومہ ٹھہرایا تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک
 بھی اپنے زمانہ میں ہونے نہ ہونے پر مدار نہ تھا بلکہ نفس فعل کو دیکھتے اگر اس میں کوئی محدثی
 نہ ہوتا اجازت دیتے ورنہ منع فرماتے اور یہی طریقہ بعینہ زمانہ تابعین و تبع تابعین میں رائج رہا
 اپنے زمانہ کی بعض نوپیدا چیزوں کو منع کرتے بعض کو جائز رکھتے اور اس منع و اجازت کیلئے
 آخر کوئی معیار تھی اور وہ نہ تھی مگر نفس فعل کی بھلائی برائی تو باتفاق صحابہ و تابعین قاعدہ شریعہ
 وہی قرار پایا کہ حسن ہے اگرچہ نیا ہو اور قبیح قبیح ہے گو پرانا ہو پھر ان کے بعد یہ اصل کیونکر بدل
 سکتی ہے ہماری شرع بحمد اللہ ابیدی ہے جو قاعدے اس کے پہلے تھے قیامت تک رہیں گے معاذا اللہ
 زید و عمرو کا قانون تو ہے ہی نہیں کہ تیسرے سال بدل جائے۔

نکتہ ۹۔ یہ اعتراض کہ پیشوائے دین نے تو یہ فعل کیا ہی نہیں ہم کیونکر کریں زمانہ
 صحابہ میں پیش ہو کر رد ہو چکا اور برفیضان جمیل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیدنا
 فاذوق اعظم وغیرہما صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرار پا چکا کہ بات کافی نفس نیک ہونا چاہیے
 اگرچہ پیشوائے دین نے نہ کی ہو صحیح بخاری شریف میں ہے۔ عن زید بن ثابت رضی اللہ
تعالیٰ عنہ قال ارسل الی ابوبکر مقتل اهل الیمامة فاذا عمر بن الخطاب عند قال
ابوبکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استخرج الیمامة بتراء القرآن وانی خشی
ان استخرج القتل بالقرآن بالمواطن فیذهب کثیر من القرآن وانی اری ان
تأمر بجمع القرآن قلت لعمر کیف تفعل شیئاً لم یفعله رسول اللہ ﷺ
تعالیٰ علیہ وسلم فقال عمر هذا والله خیر من ان یزل عمریراجعنی حتی شرح
الله صدری لذلك ورأیت فی ذلك الذی رأی عمر قال زید قال ابوبکر انک رجل
شباب عاقل لا تنهک وقد کنت تکتب الوحی لرسول الله ﷺ تعالیٰ علیہ

وسلم ففتح القرآن واجمعہ فواللہ لو کشفونی لقل جبل من الجبال ما کان أثقل علی
 مما امرنی بہ من جمع القرآن قال قلت لابی بکر کیف تفعلون شیئاً لم یفعلہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ہوا اللہ خیر فلومیزل ابوبکر یراجعنی
 حتی یشرح اللہ صدری للذی شرح لہ صدر ابی بکر وعمر فتبعت القرآن
 واجمعہ الحدیث۔ ترجمہ۔ جب جنگ یمامہ میں بہت صحابہ حاملان قرآن شہید ہوئے
 امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یمامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں
 کہ اگر یونہی لڑائیوں میں حافظ شہید ہوتے گئے تو بہت قرآن جاتا رہے گا۔ میری رائے یہ ہے
 کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے اور ایک جگہ لکھ لینے کا حکم دیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ کام کیا ہی نہیں تم کیونکر کرو گے
 فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر
 خدا کی قسم کام تو خیر ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے اس
 معاملہ میں بحث کرتے رہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے میرا سینہ اس امر کے لئے کھول دیا اور میری
 رائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے موافق ہو گئی پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نے جناب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر جمع قرآن کا حکم دیا انہیں بھی وہی شبہہ گزرا اور
 عرض کی بھلا آپ ایسی بات کیونکر کرتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی صدیق
 اکبر نے وہی جواب دیا کہ خدا کی قسم بات تو بھلائی کی ہے پھر دونوں صاحبوں میں بحث ہوتی
 رہی یہاں تک کہ ان کی رائے بھی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے کے ساتھ موافق ہوئی اور
 انہوں نے قرآن عظیم جمع کیا، دیکھو جب زید بن ثابت نے صدیق اکبر اور صدیق اکبر نے فاروق اعظم
 پر اعتراض کیا تو ان حضرات نے یہ جواب نہ دیا کہ نئی بات نکالنے کی اجازت نہ ہونا تو پچھلے زمانہ میں
 ہو گا ہم صحابہ ہیں ہمارا زمانہ خیر القرون سے ہے بلکہ یہی جواب فرمایا کہ اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا پر وہ کام تو اپنی ذات میں بھلائی کا ہے پس کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے اور
 اور اسی پر صحابہ کرام کی رائے متفق ہوئی اور قرآن عظیم باتفاق حضرات صحابہ جمع ہوا اب غضب کی

بات ہے کہ ان حضرات کو سودا اچھلے اور حویات کہ صحابہ کرام میں طے ہو چکی پھر اکھیر میں ۔

نکتہ ۱۰۔ جو اعتراض ہم پر کرتے ہیں کہ تم کیا صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت و تعظیم میں زیادہ ہو کہ کچھ انہوں نے نہ کیا تم کرتے ہو لطف یہ ہے کہ بعینہ وہی اعتراض اگر قابل تسلیم ہو تو تبع تابعین پر باعتبار تابعین اور تابعین پر باعتبار صحابہ اور صحابہ پر باعتبار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وار و مثلاً جس فعل کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین کسی نے نہ کیا اور تبع تابعین کے زمانہ میں پیدا ہو تو تم اسے بدعت نہیں کہتے ہم کہتے ہیں اس کام میں بھلائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین ہی کرتے تبع تابعین کیا ان سے زیادہ دین کا اہتمام نہ کھتے ہیں جو انہوں نے نہ کیا یہ کریں گے اسی طرح تابعین کے زمانہ میں جو کچھ پیدا ہوا اس پر وارد ہو گا کہ بہتر ہو تا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کیوں نہ کرتے تابعین کچھ ان سے بڑھ کر ٹھہرے علیٰ ہذا القیاس جو نئی باتیں صحابہ نے کیں ان میں بھی تمہاری طرح کہا جائیگا ۔

بزد و ورع کوش و صدق و صفا و لیکن میفرمائے بر مصطفیٰ

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ان کی خوبی نہ معلوم ہوئی یا صحابہ کو افعال خیر کی طرف زیادہ توجہ تھی غرض یہ بات ان مدبوہوں نے ایسی کہی جسکی بنا پر عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ تمام صحابہ و تابعین بھی بدعتی ٹھہرے جاتے ہیں مگر اصل وہی ہے کہ نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا اور چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر ایک کام نہ کیا اس کو منع بھی نہ فرمایا تو صحابہ کو کون مانع ہے کہ اسے نہ کریں اور صحابہ نہ کریں تو تابعین کو کون عائق وہ نہ کریں تو تبع پر الزام نہیں وہ نہ کریں تو ہم پر مضائقہ نہیں بس اتنا ہونا چاہیے کہ شرع کے نزدیک وہ کام بُرا نہ ہو عجیب لطف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کا قطعاً نہ کرنا تو حجت نہ ہوا اور تبع کو باوجود ان سب کے نہ کرنے کے اجازت ملی مگر تبع میں وہ خوبی ہے کہ جب وہ بھی نہ کریں تو اب پچھلوں کے لئے راستہ بند ہو گیا اس بے عقلی کی کچھ بھی حد ہے ۔ اس سے تو اپنے یہاں کے ایک امام نواب صدیق حسن خان شوہر ریاست بھوپال ہی کا مذہب اختیار کر لو تو بہت اعتراضوں سے بچو کہ انہوں نے بے دھرمک فرما دیا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا سب بدعت



وگراہی ہے اب چاہے صحابہ کریں خواہ تابعین کوئی ہو بدعتی ہے یہاں تک کہ بوجہ تردید کج ترادیک
امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مساذ اللہ گمراہ ٹھہرا دیا اور اعدائے دین کے پروردگار
عبداللہ بن سبا کی روح مقبوح کو بہت خوش کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجلس و قیام کا انکار
کرتے کرتے کہاں تک نوبت پہنچی اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے محفوظ رکھے آمین۔

نکتہ ۱۱۔ امام علامہ احمد بن قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ شریف

✓ میں فرماتے ہیں۔ الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لا یدل علی المنع۔ ترجمہ کرنے
سے تو جواز سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی، شاہ عبدالغنی صاحب مغفور
تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں "نکودن چیزے دیگرست و منع فرمودن چیزے دیگر الخ
ملخصاً۔ تمہاری جہالت کہ تم نے کسی فعل کے نہ کرنے کو اس فعل سے ممانعت سمجھ رکھا ہے

نکتہ ۱۲۔ سخن شناس نہ دلبر اخطا اینجا ست : حقیقۃ الامر یہ ہے کہ صحابہ تابعین

کو اعلائے کلمۃ اللہ و حفظ بیضۃ اسلام و نشر دین متین و قتل و قہر کافریں و اصلاح بلاد و عباد
و اطاعت آتش فساد و اشاعت فرائض و حدود و الہیہ و اصلاح ذات البین و محافظت اصول

ایمان و حفظ و روایت حدیث و غیرہ امور کلیہ ہمہ سے فرصت نہ تھی لہذا یہ امور جزئیہ مستحبہ تو کیے
بلکہ تاسیس قواعد و اصول و تفریع جزئیات و فروع و تہذیب و تدوین علوم و نظم و دلائل حجت
و رد شبہات اہل بدعت و غیرہ امور عظیمہ کمیطرت بھی توجہ کامل نہ فرما سکے جب بفضل اللہ تعالیٰ انکے
زور بازو نے دین الہی کی بنیاد مستحکم کر دی اور مشارق و مغارب میں ملت حنفیہ کی جڑ جم گئی

اس وقت ائمہ و علمائے مابعد نے تخت و بخت سازگار پاکر بیخ و بن جہلے والوں کی ہمت بلند کے
قدم لئے اور باغبان حقیقی کے فضل پر تکیہ کر کے اہم فالاہم کاموں میں مشغول ہوئے اب بے خلش
صرصر و اندیشہ مہموم اور مجھے آبیاں ہونے لگیں۔ فکر صائب نے زمین تدقیق میں نہریں

کھودیں ذہن رواں نے زلال تحقیق کی ندیاں بہائیں علما و اولیا کی آنکھیں ان پاک مبارک
نور ہالوں کے لئے تھالے نہیں خواہ ان دین و ملت کی نسیم انفاس متبرکہ نے عطر بازیاں فرمائیں یہاں

تک کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باغ ہر اچھولا پھلا لہلہایا اور اس کے پھینے پھولوں،
سہانے پتوں نے چشم و کام و دماغ پر عجب ناز سے احسان فرمایا و الحمد للہ رب العالمین اب اگر کوئی

جاہل اعتراض کرے کہ یہ چھپیاں جواب پھوٹیں جب کہاں تھیں۔ یہ بتیاں جواب نکلیں پہلے کیوں نہاں تھیں۔ یہ پتلی پتلی ڈالیاں جواب جھوٹی ہیں نوپیدا ہیں یہ ننھی ننھی کلیاں جواب مہکتی ہیں تازہ جلوہ نما، ہیں اگر ان میں کوئی خوبی پاتے تو اگلے کیوں چھوڑ جاتے تو اس کی حماقت پر اس الہی باغ کا ایک ایک پھول قہقہہ لگائے گا کہ او جاہل اگلوں کو جڑ جمانے کی فکر تھی وہ فرصت پاتے تو یہ سب کچھ کر دکھاتا۔ آخر اس سفاہت کا نتیجہ یہی نکلتے گا کہ وہ نادان اس باغ کے پھل پھول سے محروم رہے گا بھلا نور کرنے کی بات ہے ایک حکیم فرزانہ کے گھر آگ لگی اسکے چھوٹے چھوٹے بچے بھولے بھالے اندر مکان کے گھر گئے اور لاکھوں روپوں کا مال اسباب بھی تھا اس دانشمند نے مال کی طرف مطلق خیال نہ کیا اپنی جان پر کھیل کر بچوں کو سلامت نکال لیا یہ واقعہ چند بے خرد بھی دیکھ رہے تھے اتفاقاً ان کے یہاں بھی آگ لگی یہاں نہ مال ہی مال تھا کھڑے ہوئے دیکھتے رہے اور سارا مال خاکستر ہو گیا کسی نے اعتراض کیا تو بولے تم تو احمق ہو ہم اس حکیم دانشور کی آنکھیں دیکھے ہوئے ہیں اس کے گھر آگ لگی تھی تو اس نے مال کب نکالا تھا جو ہم نکالتے مگر بے وقوف آنا نہ سمجھے کہ اس اولوالعزم حکیم بچوں کے بچانے سے فرصت کہاں تھی کہ مال نکالتا نہ یہ کہ اس نے مال نکالنا برا جان کر چھوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اذی بھی سمجھ نہ دے آمین۔

نکتہ ۱۳۔ ہم نے مانا کہ جو کچھ قرونِ ثلثہ میں نہ تھا سب منع ہے اب ذرا حضرات مانعین اپنی خبر لیں یہ مدرسے جاری کرنا اور لوگوں سے ماہوار چندہ لینا اور طلبہ کیلئے مطبعہ نوکشور سے فیصدی دس روپے کمیشن لیکر کتابیں منگانا اور تخصیص روز جمعہ بعد از نماز جمعہ وعظ کا التزام کرنا جہاں وعظ کہنے جائیں نذرانہ لینا دعوتیں اڑانا مناظروں کے لئے پنجے اور جلسے مقرر کرنا۔ مخالفین کے رؤس کتابیں لکھوانا۔ چھپوانا۔ وعظوں کا شہر شہر گشت لگانا۔ صحاح کے دو دو ورق پڑھ کر محدثی کی نذر لینا اور ان کے سوا ہزاروں باتیں کہ سب کا بروا مانعہ طائفہ میں بلا نیک رائج ہیں قرونِ ثلثہ میں کب تھیں اور ان پیشوایانِ فرقہ جدیدہ کا تو ذکر ہی کیا جو دو دو ورق نذرانہ لیکر مسکوں پر مہر کریں مدعی مدعا علیہ دونوں کے ہاتھ میں حضرت کا فتویٰ حج کو جائیں تو حیات کیلئے محشر دہلی و محشر بمبئی کی چھٹیاں ضرور ہوں شاید یہ باتیں مشرورِ ثلثہ میں تھیں یا تمہارے لئے پروانہ معافی آگیا ہے کہ جو چاہو کرو تم پر کچھ مواخذہ نہیں یا یہ کچھ چینیاں انہیں باتوں میں ہیں نہیں



مثلاً سیدنا عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اتباع سلف و صحابہ کرام کا احداث میں نہایت ہی اہتمام رکھتے تھے اس پر ان کے ایمان و محبت کا تقاضا ہوا کہ ادب حدیث خوانی میں وہ وہ باتیں ایجاد فرمائیں جو صحابہ و تابعین سے ہرگز منقول نہ ہوئیں اور وہ ایجاد تمام، علماء کے نزدیک امام مالک کے فضائل جلیلہ سے بھر اور ان کی غایت ادب و محبت پر دل قرار پایا امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ شفا شریف میں لکھتے ہیں۔

قال مطرف كان اذا اتى الناس ماله اخرجت اليهم جارية فتقول لهم
يقول لكم الشئ تريدون الحديث او المسائل فان قالوا المسائل
خرج اليهم وان قالوا الحديث دخل مغتسله واغتسل وتطيب لبس ثيابا
جديدة وليس ساجدة وتعمد ووضع على راسه رداوة وتلقى الفتنة
فيخرج فيجلس عليها وعليه الخشوع ولا يزال يتخير بالعود حتى يفرغ
من حديث رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال غيره ولم يكن
يجلس على تلك المنصة الا اذا حدث عن رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم قال ابن ابي اوسى ف قيل له مالك في ذلك فقال احب ان اعظم
حديث رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا اخذت به الا على
طهارة متمكنة - ترجمہ - یعنی جب لوگ مالک بن انس کے پاس علم حاصل

کرنے آتے ایک کنیز اگر چھٹی شیخ تم سے فرماتے ہیں تم حدیث سیکھنے آئے ہو یا فقہ و مسائل
اگر انہوں نے جواب دیا فقہ و مسائل جب تو آپ تشریف لے آتے اور اگر کہا حدیث تو پہلے
غسل فرماتے خوشبو لگاتے نئے کپڑے پہنتے طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے چادر مبارک
پر رکھتے ان کے لئے ایک تخت مثل تخت عروس بچھا دیتا اس وقت باہر تشریف لاتے اور ہنسا
خشوع و خضوع اس پر چلے فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے تھے اگر سدگاتے اور اس تخت پر
اسی وقت بیٹھتے تھے جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنا ہوتی حضرت سے اس کا سبب
پوچھا گیا فرمایا میں دوست رکھتا ہوں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کروں
اور میں حدیث نہیں بیان کرتا جب تک وضو کر کے خوب سکون و وقار کے ساتھ نہ بیٹھوں

مثال ۲۔ اسی میں ہے کان مالک فی اللہ تعالیٰ عنہ لا یرکب دابة بالمدينة
وكان يقول استحي من الله تعالى ان اطاعة فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم بحافز
ترجمہ ۱۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے مجھے شرم آتی ہے
خدا تعالیٰ سے کہ جس زمین میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوں اسے جانور
کے سم سے روندوں۔

مثال ۳۔ اسی میں ہے۔ وقد حکى ابو عبد الرحمن السلمي عن احمد بن فضالوب
الناهد وكان من الغزاة الرماة انه قال ما مست القوس بيدي ارفع طهارة من ذل
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اخذ القوس بيده ترجمہ امام ابو عبد الرحمن سلمیٰ احمد بن
فضالوب زاید قازی تیر انداز سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کمان بے وضو ہاتھ سے نہ چھوئی
جب سے سنا کہ حضور آقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کمان دست اقدس میں لی ہے۔

مثال ۴۔ امام ابن حاج مالکی کہ مستندین مانعین سے ہیں اور احداث کی ممانعت میں نہایت
تعلب رکھتے ہیں مدخل میں فرماتے ہیں وقد مت حکایة لبعضهم انه جاء بركة اربعين
سنة ولم يلب في الحرم ولم يضطجع فمثل هذا يستحب له المجاورة او يضر بها۔
ترجمہ بعض صاحبین چالیس برس مکہ منظر کے مجاور رہے اور کبھی حرم محرم میں بیٹاب
نہ کیا نہ لیٹے ابن حاج کہتے ہیں ایسے شخص کو مجاورت مستحب ہے یا یوں کہئے کہ اسے مجاورت کا
حکم دیا جائے گا۔

مثال ۵۔ اسی میں ہے وقد جاء بعضهم الى زيارة صلى الله تعالى
عليه وسلم فلم يدخل المدينة بل زار من خارجها اذ باسنة حمراء
تعالى مع نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم ففعل فقال امثلي
يدخل بلد سيد الكونين صلى الله تعالى عليه وسلم لا يجد نفس
تقدر على ذلك او كما قال

ترجمہ۔ یعنی بعض صاحبین زیارت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہوئے تو
شہر میں نہ گئے بلکہ باہر سے زیارت کر لی اور یہ ادب تھا اس مرحوم کا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ



وسلم کے ساتھ اس پر کسی نے کہا اندر نہیں چلتے کیا یہ مجھ سے داخل ہو سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر میں۔ میں اپنے میں اتنی قدرت نہیں پاتا ہوں۔

مثال ۶۔ اسی میں ہے۔ قد قال لی سیدی ابو محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
لما ان دخل مسجد المدینۃ ما جلست فی المسجد الا الجلوس فی الصلوۃ
او کلاما ہذا معناه ومازلت واقفا هناك حتی رحل الکرکب۔

ترجمہ۔ یعنی مجھ سے میرے سردار ابو محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میں مسجد مدینہ طیبہ میں داخل ہوا جب تک کہ میں مسجد شریف میں قعدہ نماز کے سوا نہ بیٹھا اور برابر حضور میں کھڑا رہا جب تک قافلہ نے کوچ کیا۔

مثال ۷۔ اس کے متصل انہیں امام سے نقل کرتے ہیں۔ ولما خرج الی
بقیع ولا غینہ ولا راز غیریۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکان قد خطولی
ان اخرج الی البقیع الغرقہ فقلت الی این اذهب هذا باب اللہ تعالیٰ المفتح
للسائلین والطلابین والمنکسرین والمضطربین والفقراء والمساکین لیس
ثم من یقصد مثله فمن عمل علی هذا ظفرو نفع بالماحول والمطلوب
او کما قال۔

ترجمہ۔ میں حضوری چھوڑ کر نہ بقیع کو گیا نہ کہیں اور گیا نہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی زیارت کی اور ایک دفعہ میرے دل میں آیا تھا کہ زیارت بقیع کو جاؤں پھر میں نے کہا کہاں جاؤں گا یہ ہے اللہ کا دروازہ کھلا ہوا سائلوں اور مانگنے والوں اور دل شکستوں اور بیچاروں اور مسکینوں کے لئے اور وہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کون ہے جس کا قصد کیا جائے۔ فرماتے ہیں پس جو کوئی اس پر عمل کرے گا ظفر پائے گا اور مراد و مطلب ہاتھ آئے گا۔

ابے فقیر سرکار قادریہ غفر اللہ تعالیٰ لہ بھی اس قوت کے کو انہیں مبارک لفظوں پر ختم کرتا ہے کہ جو کوئی اس پر عمل کرے گا ظفر پائے گا اور مراد و مطلب ہاتھ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اپنے رب کے تبارک و تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہے کہ یہ قوت نہ صرف مسئلہ قیام ہی میں بیان کافی و



برہان شافی ہو بلکہ بحول اللہ تعالیٰ اکثر مسائل راہیہ میں قول فیصل قرار پائے اور جسے خدا چاہے اس کے لئے شاہراہ تحقیق پر شعل ہدایت ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وسراج افقہ سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین
آمین آمین آمین

عبد المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

نقل عبارات و موافقات بدایوں و علمائے رامپور وغیرہم

المجیب مصیب و یتاب و الجواب صحیح
وصواب حررہ الفکر الحقیر المنقہ
مطیع رسول اللہ القادر المدعو محمد
عبد المقتدر العثماني القادری
الحنفی غفر اللہ تعالیٰ نجاہ نبیہ
الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

عبد المقتدر
محمدی سنی حنفی قادری

ذلك الجواب العجيب هو الصواب لا ريب فيه
ولا ارتياب فلهذا در المجيب الثاب حيث اتى
بالتحقيق والتحقيق فيما اجاب اليه محمد كوهي عفي

١٢٩٩
محمدی سنی حنفی قادری

لهذا در المجيب الثاب حيث افادوا طاب و
اجاد و اباد اهل الجود المستحقين للعقاب

اشادہ
محمدی سنی حنفی قادری

چندادر علمی اور تاریخی کتابیں

شرح عبدالحق خیر آبادی بریز ایدہ جلال	۱۳۸/-	تحریک آزادی ہندوستان علامہ	۲۱/-	اغثنی یا رسول اللہ
النباس شرح شرح مقامہ مجلد ۲۰/-	۲۰/-	جماعت اسلامی	۲۱/-	یا و اعلیٰ حضرت
تذکرہ اکابر اہل سنت	۳۰/-	اقبال کا آخری معرکہ	۶/-	بذل الجواز
امتیاز حق	۴/۵۰	مناہب اسلام	۶۰/-	ایذان الاجر
باغی ہندوستان	۱۸/-	المبین (سید سلیمان اشرف)	۱۳/۵۰	غایۃ التحقیق
فضیل حق خیر آبادی اور سن تاون	۵/-	ذکر بالجہر	۹/-	النیرۃ الوضیۃ
تحقیق الفتویٰ (فارسی اردو)		مقام سنت	۴/۵۰	اقامۃ القیامہ
دواہم فتوے	۲/۲۵	کریم	۶/-	تجلیۃ السلم
تذکرہ خیر آبادی	۱۶/۵۰	نامہ تحقیق	۱/-	میلاد نبوی
کوثر الخیرات	۱۶/۵۰	پند نامہ	۲/۲۵	سُنی کالفرنس (پہل منظر)
جلال القندور	۲۴/-	قانونچہ کمیوالی	۲/-	سُنی کالفرنس (دوئداد)
الروض المجود (عربی اُردو)	۲/-	صرف بھترال	۶/-	شاہ عبدالقدیر بداینی
زلزلہ	۹/-	المرقاۃ	۶/-	کشف النور (عربی اُردو)
تبلیغی جماعت	۹/-	منیۃ المصلیٰ	۱۲/-	محققانہ فیصلہ
محمد نور	۲/۲۵	تحریر سنبت	۱۶/۵۰	شرح القندور
خطبات سُنی کالفرنس	۲۱/-	زلف و زنجیر	۱۲/-	نغمہ محبوب